

غزیرا

# کسی خاک پر سجدہ

میں نے سجدہ کیا

میں نے سجدہ کیا

مقدمہ آیت اللہ جعفر سبحانی مدظلہ

پیش گفتار

شیعوں کا نظریہ

زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل

زمین پر سجدہ کرنا پیغمبر کی سنت ہے

حکم رسول: زمین پر سجدہ کرو

سجدہ کی حالت میں عمامہ ہٹانے کا حکم

سجدہ حضور کی نگاہ میں

اصحاب پیغمبر (ص) کا طریقہ

اصحاب کی سیرت

سجدہ، اہل بیت طاہرین (ع) کی نظر میں

آنحضرت کے اہل بیت کون ہیں

نتیجہ

سجدہ ائمہ طاہرین کی نظر میں

مجبوری کی حالت میں سجدہ

نتیجہ

خاک کر بلا پر سجدہ

خاک کر بلا اور اس سے برکت حاصل کرنا

• کتاب کا نام: کر بلا کی خاک پر سجدہ

• مولف: سید رضا حسینی نسب

• مترجم: محمد اصغر صادقی

• ناشر: مجمع جہانی اہل بیت (ع)

• پیشکش: مہدی (عج) مشن

مقدمہ آیت اللہ جعفر سبحانی دامت برکاتہ

مٹی پر سجدہ کرنا روح عبادت ہے

اسلامی محققین اپنی بصیرت کی بنا پر اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ تمام موجودات اپنے خالق سے ایک خاص رابطہ رکھتی ہیں۔ اگر اس رابطہ کو خالق سے توڑ دیا جائے۔ تو پھر ان موجودات کا وجود ہی فنا کی نذر ہو جائے گا۔ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ”اے لوگو تم سب کے سب خدا کے محتاج ہو اور (صرف) خدا ہی (تمام لوگوں) سے ہے نیاز اور حمد و ثنا کا مستحق ہے“ (۱)

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اپنے کو پہچاننا خدا کو پہچاننا ہے کیونکہ حقیقت وجود انسان بھی اس ذات غنی و حمید سے

مربوط ہے۔ بہلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے کو پہچانے اور اس حقیقی رابطہ کو فراموش کر دے جو اس کے اور رب جلیل کے درمیان موجود ہے۔

لہذا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ”خدا کو بھولنا خود کو فراموش کرنے کے مترادف ہے“ جیسا کہ قرآن مجید اس چیز کی طرف اس آیہ شریفہ میں اشارہ کر رہا ہے (اور ان لوگوں جیسے نہ ہوجاؤ جو خدا کو بہلا بیٹھے تو خدا نے انہیں ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔ (۲)

انسان کو ان لوگوں جیسا نہیں ہونا چاہئے جنہوں نے خدا کو بہلا دیا کیونکہ قرآن خود ان کو جواب دیتا ہے کہ انہوں نے اپنی ہستی کو بہلا دیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ نمک کھائے اور نمک دان کو بھول جائے؟! یہ ناشکری کی آخری حد ہے خالق و مخلوق کا رابطہ یہ وہ حقیقت ہے جس تک محققین دلیل و برہان کے ذریعہ پہنچے ہیں۔ اور عرفاء سیر و سلوک کے ذریعہ کشف و شہود کی منازل کو طے کرنے کے بعد بصیرت کی نگاہوں سے اس رابطہ کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ بہت سارے عام لوگوں نے بھی فطرت کی طرف رجوع کر کے اس حقیقت کو درک کیا ہے کہ انسانی وجود کا دار و مدار ہر لحاظ سے اسی ہے نیاز خدا سے رابطہ کے اوپر قائم ہے۔ واضح ہے، کہ خدا کی پہچان انسان کے بدن میں ایک جنبہ روحی کی حیثیت سے تجلی اور خودنمائی کرتی ہوئی خدا کے سامنے فروتن و خاضع ہوتی ہے۔ اس لئے کہ تمام کی تمام شریعتیں اور عبادتیں مثلاً نماز و روزہ اس لئے ضروری قرار دئے گئے ہیں کہ عقلاء فکر و تدبر سے اور عرفاء کشف و شہود سے اور ایک عام انسان اپنی فطرت کی طرف رجوع کر کے خدا وند عالم کی بارگاہ میں سر بسجود ہو۔ اسلام کا مقدس نظام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

خود یہ نماز انسان کی حس اولیہ کو جلاء و روشنی بخشتی ہے، ہم اس کا احساس نہیں کر سکتے، کیونکہ نماز ایک عبادت توقیفی ہے۔ لہذا اسکی تمام خصوصیات کو خداوند عالم ہی جانتا ہے۔

فقہ امامیہ میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نماز پڑھنے والا صرف زمین (پتھر اور خاک) اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرے ان شرائط کی پابندی کرنا علماء امامیہ کی نظر میں ضروری و لازمی ہے، اور اس کا فلسفہ یہ ہے کہ زمین و نباتات پر سجدہ فروتنی و خاکساری کی عظیم تجلی گاہ ہے جو نماز کا پہلا مقصد ہے کہ انسان خداوند جلیل کے سامنے اپنے کو ذلیل و حقیر اور پست و نادار شمار کرے جیسا کہ گذشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے۔ (فاطر ۱۵)

اب سونے، چاندی اور قیمتی کپڑے اور لباس پر سجدہ کرنا کیا فروتنی و انکساری کے ساتھ سازگاری رکھتا ہے؟! اس لئے اہل بیت (ع) کے چاہنے والے، کارخانہ، مراکز، مسافرت اور ہر وہ جگہ جہاں پر انکو یہ اندیشہ ہو کہ مٹی نہ ملے گی وہاں اپنے ساتھ پاک و پاکیزہ مٹی لے جاتے ہیں تاکہ نماز کے وقت خدا کے سامنے (خاک ریز ہوں) خاک پر سجدہ کریں لہذا ایسا کام بدعت اور اسلام میں نوآوری کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ عین فروتنی ہے، کیونکہ بزرگان ماسلف کے درمیان بھی ایسی ہی رسم موجود تھی۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان ایسا کرے تاکہ نماز تمام شرائط کیساتھ انجام دی جا سکے۔ اور یہ بھی کتنی پیاری چیز ہے کہ بعض افراد اپنے گھروں میں، جھولیوں میں تھوڑی خاک رکھے رہتے ہیں، تاکہ مجبوری میں اس پر تیمم کر کے اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو سکیں۔ اس لئے کہ ہر وقت انسان کی دسترسی پاک مٹی تک نہیں ہوتی ہے اور جیسا کہ قرآن کہتا ہے: پاک مٹی پر تیمم کر کے اپنے فریضہ کو انجام دو۔ (کہنا پڑیگا) علماء اہل سنت زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے کے فلسفہ سے آگاہی نہیں رکھتے بلکہ وہ صحابہ و تابعین کی سنت و سیرت سے بھی لاعلم ہیں اس کتاب میں خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اگر وہ لوگ اسکو دقت اور توجہ سے مطالعہ کریں تو مجبور ہو کر اپنے فریضہ کی ادائیگی میں تجدید نظر اور تبدیلی کی سونچ میں پڑ جائیں گے۔ تعجب ہے بہت سارے نادان اور نام نہاد علماء کا خیال خام یہ ہے کہ شیعہ خود مٹی کی عبادت کرتے ہیں جبکہ یہ بات بدیہی اور واضح بیکہ شیعہ خضوع و خشوع اور فروتنی کے لئے خاک پر سجدہ انجام دیتے ہیں۔

جس طریقے سے مسلمانوں کے تمام فرقے کسی نہ کسی چیز پر سجدہ کرتے ہیں، (ہم نہیں کہتے کپڑے کی پوجا کرتے ہو) اسی طرح ہم بھی دو چیزوں پر (زمین اور اس سے اگنے والی چیز) سجدہ کرتے ہیں، جس طریقے سے وہ لوگ کپڑے و کتان پر سجدہ کرنے کو خود کپڑے کی عبادت نہیں کہتے تو ہم مٹی پر سجدہ کرتے ہیں کہاں سے مٹی کی عبادت ہو جائے گی! قارئین محترم آپ حضرات کے سامنے یہ تمام بحثیں وضاحت و تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ پڑھیئے اور محظوظ ہوئیئے ہم مؤلف عالیقدر حجة الاسلام و المسلمین جناب سید رضا حسینی نسب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے لکھنے اور تحقیق و تتبع کرنے میں بڑی زحمت برداشت کی۔ اور دوست عزیز جناب آقای حاجی حسن محمدی پرویزیان کے بھی شکر گزار ہیں کہ انکی بیگراں سفارش اور تاکید کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی اور حکم الدال علی الخیر کفاحہ (کار خیر کی راہنمائی مثل انجام دینے کے ہے) کے مطابق وہ بھی اس

ثواب عظیم و اجر جزیل میں مؤلف ارجمند کے ساتھ شریک ہیں۔ درگاہ خدا میں دست بدعا ہیں کہ یہ رسالہ اتحاد و بھائی چارگی اور تمام مسلمانوں کے درمیان حسن تقاہم کا باعث بنے۔

### جعفر سبحانی

قم موسسہ امام صادق (ع)

۵/ ۲۵ / ۱۳۶۹ مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ ھ

(۱) فاطر/۱۵۔۔

(۲) حشر/۱۹

### پیش گفتار

سجدہ اسلام اور اہل اسلام کی نگاہ میں انسان کا خالق کی بارگاہ میں نہایت فروتنی و بردباری کے ساتھ سر جھکانے کا نام ہے جو آدمیت کے لئے ”عبودیت“ کی معراج ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نہ فقط انسان کو، بلکہ دنیا کی تمام چیزوں کو سجدہ کرنے والے کے عنوان سے تعبیر کرتا ہے، جیسا کہ قول خداوند عالم ہے: <وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ> اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے، سب اس کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ (۱)

اس بارے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب اور فرض ہیں اور انہیں انجام دینا ضروریات دین و اسلام مینسے ہے لیکن اسکی کیفیت اور اسے انجام دینے کے طریقے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ تشیع: اس مذہب کے افراد سنت و سیرت نبی (ص) اور آپکے اہل بیت طاہرین (ع) و اصحاب آنحضرت (ص) اور تابعین کی عملی سیرت کی روشنی میں سجدہ اللہ کے لئے فقط زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے۔ (سوائے کھانے اور پینے والی چیزوں) اس پر انجام دیتے ہیں حقیقتاً آئندہ بحثوں سے اندازہ ہو جائیگا، کہ یہی روش بندگی صحیح اور رسول (ص) و آل رسول (ع) و اصحاب کرام کی پسندیدہ ہے لہذا انکی اتباع و پیروی کرتے ہوئے ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں۔

اہل سنت و الجماعت: اس مذہب کے افراد محل سجدہ کے بارے میں مزید وسعت کے قائل ہیں لہذا وہ کہتے ہیں کہ سجدہ فقط زمین پر ضروری نہیں ہے بلکہ کھانے اور پینے والی چیزوں پر بھی درست ہے۔ بیان کردہ مطالب سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سنی و شیعہ دونوں گروہ، خدا کے سامنے فقط خضوع و خشوع اور اسکی رضا و خوشنودی کے لئے اسکی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن بعض مؤلفین نے گمان کیا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مٹی کی عبادت ہے اور مٹی کی عبادت کرنا شرک ہے، لہذا مٹی پر سجدہ کرنے والے مشرک ہیں۔ جبکہ انکا یہ خیال بالکل بے بنیاد اور انکا یہ تصور باطل ہے، جسکی حقیقت مثل سراب ہے۔ ہم آئندہ بحثوں میں شیعہ امامیہ کے نظریات اور انکے دلائل قارئین کے سامنے پیش کریں گے انصاف خود اہل نظر کے ہاتھ ہے ”و ما علینا الا البلاغ“

### مؤلف

(۱) سورہ رعد / ۱۵۔

## ۱ - شیعوں کا نظریہ

دوستداران اہل بیت (ع)، سنت اور سیرت معصومین (ع) کی پیروی کرتے ہوئے صرف زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے (لیکن کھانے اور پہننے والی نہ ہو) اس پر سجدہ اللہ کے لئے کرتے ہیں، اور درگاہ خدائے بکتا و لازوال میں مزید خشوع و خضوع اور فروتنی کے لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں اس لئے کہ خدا کے سامنے خاک پر سجدہ کرنا انسان کی فروتنی و خاکساری کی دلیل ہے جس سے انسان مقام بندگی و عبودیت کے بلند مرتبے اور اپنی پیدائش کے پہلے مقصد سے قریب ہوتا ہے۔

بعض نے یہ گمان کیا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنا خود مٹی کی عبادت ہے اور مٹی کی عبادت کرنا شرک ہے۔ (پس مٹی پر سجدہ کرنے والے مشرک ہیں) لہذا وہ مقام اعتراض میں یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کیوں مٹی پر سجدہ کرتے ہیں؟ ان کے جواب میں ہم یہ بتانا چاہینگے کہ یہ دو جملے الگ الگ ہیں۔ ۱۔ > السجود للہ < یعنی سجدہ فقط اللہ کے لئے کرنا۔ ۲۔ > السجود علی الارض < یعنی زمین پر سجدہ کرنا، ان دونوں جملوں میں فرق واضح ہے لیکن جو معترض ہے وہ ان دو نون جملوں میں فرق نہیں کرتا ہے۔ جبکہ دونوں کے معنی روشن ہیں ایک ہے اللہ کے لئے سجدہ کرنا اور دوسرے کامطلب زمین پر سجدہ کرنا یا دوسرے الفاظ میں دونوں کو ملا کر کہیں ”زمین پر اللہ کے لئے سجدہ کرنا“ لہذا ہم ایسا ہی کرتے ہیں (یعنی زمین پر اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں) یہ بنیادی بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ دنیا کے تمام مسلمان کسی نہ کسی چیز پر سجدہ کرتے ہیں جبکہ ان کا سجدہ خدا کے لئے ہوتا ہے اور اسی طرح تمام حاجی حضرات مسجد الحرام کے پتھروں پر سجدہ کرتے ہیں جبکہ ان کا مقصد خدا کے لئے سجدہ کرنا ہے۔

اس بیان کی روشنی میں خاک (مٹی) اور گھاس پر سجدہ کرنے کا مطلب خود اسکو سجدہ کرنا نہیں ہے بلکہ عبادت و سجدہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ یہیں سے دونوں جملوں کا فرق واضح ہو جاتا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنا اور اللہ کے لئے سجدہ کرنا جدا ہے لہذا ہم اپنی بات کو مزید واضح کرنے کے لئے امام مکتب تشیع حضرت جعفر (ع) کے اقوال کا سہارا لیتے ہوئے اور وضاحت کرنا چاہتے ہیں: ہشام کہتے ہیں کہ میں نے جن چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے ان کے متعلق امام جعفر صادق (ع) سے سوال کیا۔ تو حضرت (ع) نے ارشاد فرمایا: سجدہ فقط زمین اور جو چیز زمین سے اگتی ہے (سوائے کھانے اور پہننے والی چیزوں کے) اسی پر سجدہ کرنا چاہئے میں نے عرض کیا مولا آپ پر میری جان فدا ہو۔ اس کی علت کیا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ سجدہ خضوع و فروتنی اور عبادت پروردگار عالم ہے، اور کھانے و پہننے والی چیزوں میں یہ صلاحیت نہیں پائی جاتی اس سے خدا کی بارگاہ میں خضوع و فروتنی حاصل کی جا سکے۔ اس لئے کہ اہل دنیا کھانے اور پہننے کے غلام ہیں جبکہ انسان سجدہ کی حالت میں خدا کی عبادت کرتا ہے کیونکہ جو معبود اہل دنیا کو حیران اور سرگردان کئے ہو اسکے اوپر پیشانی رکھ کر خدا کی بارگاہ میں آئے بہتر نہیں ہے (اس لئے کہ تذلل اور اپنے کو پست و بے تکبر خدا کے سامنے پیش کرنے کا نام سجدہ ہے) زمین پر سجدہ کرنا بہتر ہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں خضوع و خشوع کے لئے یہی حالت سب سے زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

امام علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین اور مٹی پر سجدہ کرنا خدا کے حضور فروتنی و خضوع کی جہت سے ہے، اور فروتنی و تذلل و بے مایہ گی خدا کے سامنے اسکی عبادت سے بہت سادہ سازگاری اور نزدیکی رکھتی ہے۔ لہذا علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ۔ اپنی کتاب ”سیرتنا و سنتنا“ میں اس حقیقت کو فاش کرتے ہیں ”سجدہ عظمت پروردگار کے سامنے فروتنی و تذلل کے ساتھ بجالانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے، اس لئے نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ نماز میں سجدہ کے لئے زمین کو انتخاب کرے اور سجدہ کی حالت میں پیشانی و ناک کو زمین پر رکھے تاکہ اس کو اپنی حقیقت اور کم مائیگی و پست سرشت کی طرف یاد دہانی ہو سکے کہ مٹی سے بنا ہے اور پھر مٹی میں واپس لوٹ کر جانا ہے، اور پھر اسی سے اٹھایا جائیگا اور خدا کی یاد تازہ رہے پند و نصیحت سے عبرت حاصل کرے اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو تاکہ فروتنی اور خاکساری اور خواہش بندگی زیادہ سے زیادہ پیدا ہو سکے، اور خود خواہی و سرکشئی سے پرہیز یعنی تاریکی سے روشنی کی طرف نکل آئے۔ کہ انسان دوست و قرین مٹی ہے خدا وند عالم کے سامنے) دلیل و پست و حاجتمند کے سوا اور کچھ نہیں ہے“ (۲)

۲۔ زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل

سوال: ایک سوال یہاں پر اور پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ فقط زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر ہی کیونکہ سجدہ کرتے ہیں؟

اور دوسری کسی چیز پر سجدہ نہیں کرتے؟ جواب: اس سوال کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جس طرح کسی بھی عبادت کے لئے ضروری ہے کہ خداوند عالم پیغمبر (ص) کے ذریعہ اس عبادت کو لوگوں تک پہنچائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے، کہ اسکے شرائط و احکام بھی خدا اپنے رسول (ص) کے ذریعہ ہی لوگوں پہنچائے۔ اس لئے کہ رسول خدا (ص) قرآن کے حکم کے مطابق تمام لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ عمل ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں سے تمام دینی احکام کو سیکھیں۔

اس بنا پر پیغمبر اسلام (ص) سے منقول متعدد حدیثیں اور آپ کی سیرت عملی اور آپ کے اصحاب و تابعین کے طریقہ عملی اور انکی روش جو عام طور سے اہل سنت کی روایتی کتابوں میں موجود ہے انہیں ہم قارئین کرام کے سامنے انشاء اللہ تفصیل سے پیش کریں گے۔ اور پھر ہر شخص یہ گواہی دینے پر مجبور ہو جائیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح ہو جائیگا کہ آنحضرت (ص) و آپ کے اہل بیت (ع) اور اصحاب و تابعین کا وطیرہ یہ تھا کہ وہ زمین، یا اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرتے تھے، ٹھیک اسی طرح جیسے آج شیعہ حضرات اکی سیرت پر چلتے ہوئے پابند عمل ہیں۔

۳۔ خاک پر سجدہ پیغمبر (ص) کی سنت ہے حضور ختمی مرتبت (ص) کے اقوال و احادیث دنیا کے تمام مسلمانوں کی نگاہ میں حجت اور ایسے چشمے کے مانند ہیں کہ ہر شخص اس سے استفادہ کرنے اور اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل قرار دینے کو لازم و واجب سمجھتا ہے۔ جس طرح شیعہ حضرات تمام امور زندگی میں بالخصوص اسلام کے بنیادی احکام کے استخراج کے سلسلہ میں اپنا مرکز و مآخذ پیغمبر (ص) کی احادیث کو قرار دیتے ہیں اسی طرح سے سجدہ کے احکام میں بھی آنحضرت (ص) کے اقوال کی اتباع کرتے ہیں۔ علمائے اسلام نے زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے کے متعلق بہت ساری روایتوں کو آنحضرت (ص) سے نقل فرمایا ہے جن میں سے ہم چند احادیث کو بطور تبرک نقل کرتے ہیں۔

۱۔ محدثین حضرات نے حضور پاک (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا: ”زمین میرے لئے سجدہ کی جگہ اور پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے“ (۳)

یہ روایت مختلف الفاظ میں حدیثوں کی متعدد کتابوں میں درج ہے جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: تمام زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ اور پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ (۴)

۳۔ بیہقی اپنی سنن میں حضور (ص) سے اس طرح نقل کرتے ہیں: زمین میرے لئے پاک و پاکیزگی اور سجدہ کی جگہ قرار دی گئی ہے۔ (۵)

۴۔ اور بحار الانوار میں اس طرح منقول ہے: ”زمین آپ (ص) اور آپ کی امت کے لئے سجدہ گاہ اور پاک و پاکیزہ قرار دی گئی ہے“ (۶)

۵۔ اور مصباح المسند میں مرقوم ہے حضور اکرم (ص) نے فرمایا: تمام زمین میرے اور میری امت کے لئے سجدہ گاہ اور پاک و پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ (۷)

مذکور روایات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی سطح چاہے خاک اور پتھریا گھانس ہو اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور وہ پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ (ہم اسکی وضاحت آئندہ بیان کریں گے) لہذا بغیر کسی معقول عذر کے کسی کو اس حد سے تجاوز کا حق نہیں ہے۔ یہاں پر لفظ ”جعل“ قانون بنانے کے معنی میں ہے جیسا کہ عبارت سے بخوبی روشن ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ زمین پر سجدہ کرنا اسلام کے پیروکاروں کے لئے خدا کا حکم ہے۔ اور اس کی اتباع کرنا ہر مسلمان کے اوپر واجب ہے۔

(۱) بحار الانوار ج ۸۲/ص ۱۴۷ باب (ما یصح السجود علیہ) ”وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے“ طبع بیروت موسسہ الوفا سال ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ نقل از (علل الشرایع):

”عن هشام بن الحكم قال قلت لابی عبد الله (ع) : اخبرنی عما یجوز السجود علیہ و عما لا یجوز ؟ قال السجود لایجوز الا علی الارض او ما انتبتت الارض الا ما اكل او لبس فقلت له : جعلت فداک ، ما العلتفی ذالك ؟ قال : لأن السجود هو الخضوع لله عزوجل فلا ینبغی ان یکون علی ما یؤکل و یلبس ، لان أبناء الدنيا عبید ما یاکلون و یلبسون ، والساجد فی سجوده فی عبادة الله عزوجل ، فلا ینبغی ان یضع جبهته فی سجوده علی معبود أبناء الدنيا الذین اغتروا بغرورها ، والسجود علی الارض افضل ، لانه ابلغ فی التواضع و الخضوع لله عزوجل“

(۲) سیرتنا وسنتنا ص/۱۲۵

”والانسب بالسجدة التي ان هي الا التصاغر و التذلل تجاه عظمة المولى سبحانه ووجه كبريائه : ان تتخذ الارض لديها ،مسجدا يعفر المصلّي بها خده ويرغم أنفه لتذكر الساجد لله طينته الوضعية الخسيصة التي خلق منها و اليها يعود و منها يعاد تارة اخرى ، حتى يتعظ بها ويكون على ذكر من وضاعة اصله ، ليتأني له خضوع روحى و ذل فى الباطن وانحطاط فى النفس واندفاع فى الجوارح الى العبودية و تقاعس عن الترفع و الانانية ، ويكون على بصيرة من ان المخلوق من التراب حقيق و خليق بالذل و المسكنة ليس الا“

(۳) صحيح بخارى ج/۱ كتاب الصلّة ص ۹۱، سنن بيهقى ج/۱ ص/۲۱۲، باب تيمم بالصعيد الطيب، اقتضاء صراط المستقيم (ابن تيمية) ص/۳۳۲، صحيح مسلم ج/۱ ص/۳۷۱، سنن نسائي ج/۱ باب تيمم بالصعيد ص ۲۱۰، سنن ترمذى ج ۲ ص ۱۳۳، ۱۳۱ ج ۴ ص ۱۲۳۔ ”جعلت لى الارض مس جداً و طهوراً“

(۴) صحيح مسلم ج ۱ ص ۳۷۱ و سیرتنا وسنتنا میں نسائي ، ترمذى ، اور ابو داؤد سے نقل کرتے ہوئے : ”جعلت لنا الارض كلها مسجداً و طهوراً“

(۵) سنن بيهقى ج ۶ ص ۲۹۱ : ”جعلت لى الارض طيبة و طهوراً و مسجداً“

(۶) بحار الانوار ج/۸۳ ص/۲۷۷ : ” جعلت لك ولامتك الارض كلها مسجداً و طهوراً“

(۷) مصباح المسند ، شيخ قوام الدين : ” وجعلت الارض كلها لى ولامتى مسجداً و طهوراً“

#### ۴ - حکم رسول خدا (ص) زمین پر سجدہ کرو

حضور اکرم (ص) سے منقول بہت زیادہ روایتیں اس دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت (ص) مسلمانوں کو زمین پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے جس کے ثبوت کے لئے چند احادیث کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔

۱۔ زوجہ رسول (ص) ام سلمہ نقل کرتی ہیں : کہ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا : اپنے چہرے کو اللہ کی عبادت کے لئے زمین پر رکھو ۔ (۱)

۲۔ صاحب المصنف، خالد جہمی سے نقل کرتے ہیں۔۔۔ : پیغمبر (ص) نے صہیب کو دیکھا کہ خاک پر سجدہ کرنے سے گریز کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا : اے صہیب! اپنے چہرے کو زمین پر رکھو ۔ (۲)

۳۔ کتاب ارشاد الساری میں ہے کہ پیغمبر ختمی مرتبت (ص) نے معاذ سے یہ فرمایا : ”اپنے چہرے کو خاک پر رکھا کرو“ (۳)

۴۔ کنز العمال، الاصابہ، اور اسدا لغابہ میں منقول ہے کہ پیغمبر (ص) نے (رباح نامی شخص سے) فرمایا : اے رباح اپنی پیشانی خاک پر رکھا کرو ۔ (۴)

اسی کے مثل اور بہت کثرت سے روایات فریقین (سنی و شیعہ) کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں لفظ ۔

”تراب“ (جو ارشاد پیغمبر (ص) میں ذکر ہوا ہے) سے دو باتیں واضح ہوجاتی ہیں ۔

۱۔ انسان کو چاہئے کہ سجدہ کی حالت میں پیشانی ”تراب“ خاک پر رکھے

۲۔ حضور (ص) کا حکم ہے کہ زمین پر سجدہ کرو۔ جس پر تمام حالات میں عمل ضروری ہے اس لئے کہ ”تراب“ تراب سے بنایا گیا ہے جسکے معنی ہیں خاک (مٹی) اور حضرت (ص) نے اسکو امر کے طور پر استعمال کیا ہے یعنی خاک پر پیشانی رکھو ۔ خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان نہایت فروتنی و خضوع کے ساتھ درگاہ خدا میں اپنے سر کو سجدہ میں رکھ دے یہ روش انسان کو تکبر و غرور اور خودپسندی و سرکشی سے نجات دلاتی ہے ۔

حضور سرور کائنات (ص) نے ارشاد فرمایا : جب بھی تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے ، اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھے تاکہ خدا کے سامنے انسان کی ناتوانی اور ذلت و کمزوری ظاہر ہوسکے ۔ (۵)

سجدے کی حالت میں عمامہ ہٹانے کا حکم

زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل میں سے حضور ختمی مرتبت (ص) کا وہ حکم بھی ہے جو آپ نے سجدہ کی حالت میں

پیشانی سے دستار ہٹانے کے بارے میں دیا تھا، محدثین نے کثرت سے ایسی حدیثوں کو ذکر کیا ہے جو یہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت (ص) نے ان لوگوں کو جو حالت سجدہ میں (عمامہ) پگڑی کے کناروں کا سہارا لیا کرتے تھے، ان کو سختی سے منع فرمایا، لہذا فارثین محترم کی سہولت کے لئے چند روایتوں کو بطور تبرک پیش کرتے ہیں۔

۱۔ صالح سبانی کہتے ہیں: کہ رسول خدا (ص) نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو سجدے کی حالت میں پیشانی پر عمامہ باندھے ہوئے دیکھا تو اس کی پیشانی سے عمامہ ہٹا دیا۔ (۶)

۲۔ عیاذ بن عبد اللہ قرشی کہتے ہیں: حضرت (ص) نے ایک شخص کو عمامے کے کناروں پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اپنے عمامے کو اتار دے اور پھر پیشانی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (۷)

۳۔ کنز العمال اور سنن بیہقی میں امیر المومنین علی (ع) سے منقول ہے کہ جب بھی تم میں کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سجدہ میں پیشانی سے عمامہ کو ہٹالے۔ (۸)

۴۔ بحار الانوار میں دعائم الاسلام سے یہ نقل ہے کہ روایات میں ذکر ہے کہ حضرت رسول خدا (ص) نے نماز پڑھنے والوں کو کپڑے اور عمامہ کے کناروں پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۹)

ان تمام روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت (ص) کے زمانہ میں بھی کپڑوں پر سجدہ کرنا ممنوع اور زمین پر سجدہ کرنا واجب تھا۔ اس لئے اگر کوئی شخص پگڑی یا دامن کے کناروں پر سجدہ کرتا تھا تو اسکو آنحضرت (ص) اس کام سے منع فرماتے تھے ورنہ اگر سجدہ تمام چیزوں پر صحیح ہوتا تو آنحضرت (ص) کی طرف سے ایسی نہیں اور ممانعت نہ ہوتی۔

سجدہ حضور (ص) کی نگاہ میں

تمام مسلمانوں کو یقین ہے کہ نبی کریم (ص) تمام لوگوں سے افضل و برتر ہیں اور آپ (ص) کا طور طریقہ، رفتارگفتار و اخلاق بھی دنیا کے تمام لوگوں سے اچھا اور پسندیدہ ہونا چاہئے تاکہ ہر کلمہ گو کے لئے ان کی سیرت صاف و شفاف پانی کی طرح صاف اور روز کی طرح روشن اور اندھیری رات میں روشن چراغ کے مانند فروزاں رہے اور ہر انسان اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں اس پاک و پاکیزہ سیرت سے درس حاصل کرسکے جیسا کہ قرآن مجید آنحضرت (ص) کے اخلاق حسنہ کی توصیف اسطرح کر رہا ہے۔

(۱۰)۔

”مسلمانوں تمہارے واسطے تو خود رسول ایک اچھا نمونہ تھے (مگر ہاں) یہ اس شخص کے واسطے ہے جو خدا اور روز آخرت کی امید رکھتا اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو“

لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر چیز کی طرح زمین پر سجدہ کے مسئلہ میں بھی آنحضرت (ص) کی سیرت اور آپکی روش کی پیروی کریں اور انکے طریقہ کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔ لہذا اب احادیث کی روشنی میں اہل سنت کی کتابوں سے ہم حضرت (ص) کی عملی سیرت بیان کر رہے ہیں۔

جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہے کہ آنحضرت (ص) زمین اور اس سے اگنے والی چیزیں جیسے گھانس یا چٹائی وغیرہ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ شیعہ حضرات نے جو راہ اختیار کی ہے، یہ وہی راستہ جو نبی کریم (ص) اور آپ کے اہل بیت (ع) کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اس بنا پر ہم متعلقہ روایتوں کو دو حصوں میں بیان کریں گے۔

پہلا حصہ: وہ حدیثیں جنمیں یہ ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت (ص) زمین اور خاک وغیرہ پر سجدہ کرتے تھے۔ دوسرا حصہ: وہ حدیثیں جنمیں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت (ص) گھانس اور اس سے بنی ہوئی چیزیں جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ کرتے تھے۔

پہلی قسم کی روایتیں: اس قسم کی چند روایتوں کو آپکی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ وائل بن حجر کہتے ہیں: کہ حضرت (ص) جس وقت سجدہ کرتے تھے تو اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھا کرتے تھے۔ (۱۱)

۲۔ ابن عباس کہتے ہیں: پیغمبر (ص) نے پتھر پر سجدہ کیا ہے۔ (۱۲)

۳۔ ام المومنین عائشہ سے منقول ہے کہ میں نے کبھی بھی حضرت (ص) کو (سجدہ کی حالت میں) پیشانی پر کوئی چیز رکھتے نہیں دیکھا۔ (۱۳)

حضرت عائشہ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت (ص) نے ہمیشہ زمین پر سجدہ کیا اور جو بھی چیز زمین اور پیشانی کے درمیان فاصلہ ہوئی اس سے اجتناب فرمایا ہے۔

۴۔ احمد بن شعیب نسائی اپنی سنن میں ابو سعید خدری (نبی (ص) کے صحابی) سے نقل کرتے ہیں: کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے آنحضرت (ص) کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کے اثرات دیکھے ہیں۔ (۱۴)

اس مضمون سے ملتی جلتی متعدد حدیثیں صحیح بخاری، سنن بیہقی، سنن ابی داؤد وغیرہ میں بھی وارد ہوئی ہیں۔ ان جیسی دیگر حدیثوں سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ آنحضرت (ص) بارش کے موسم میں بھی (دیگر تمام چیزوں پر سجدہ کرنے بجائے) زمین پر سجدہ کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا پانی اور مٹی کے اثرات آپکی پیشانی مقدس پر نقش ہو جاتے تھے۔

۵۔ صاحب مجمع الزوائد، ابن زہرہ سے نقل کرتے ہیں: کہ ایک دن بارش کے موسم میں آنحضرت (ص) نے ایسا سجدہ کیا کہ پانی اور مٹی کے اثرات کو میں نے ان کی پیشانی پر مشاہدہ کیا۔ (۱۵)

اور دوسری روایتیں ایسی بھی وارد ہوئی ہیں: کہ آنحضرت (ص) شدید جاڑے یا بارش کے موسم میں اپنی عبا یا لباس کو فقط اپنے ہاتھوں یا پیروں کی جگہ رکھتے تھے۔ ان احادیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ آپ (ص) حالت اضطرار (جیسے شدید جاڑے اور برسات کے موسم) میں بھی اپنی پیشانی اور زمین کے درمیان کسی کپڑے وغیرہ سے فاصلہ نہیں قرار دیتے تھے۔ کیونکہ ہمیں ایسی کوئی حدیث دیکھنے کو نہیں ملی جس میں یہ ذکر ہو کہ حضرت (ص) نے جاڑے اور بارش کی وجہ سے پیشانی پر عمامہ باندھ کر نماز پڑھی ہے۔

۶۔ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول خدا (ص) صبح کی ٹھنڈک، سفید چادر میں (لپٹے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے، اور اسی عبا کے ذریعہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کو اس شدید سردی اور زمین کی ٹھنڈک سے بچاتے تھے۔ (۱۶)

۷۔ دوسرے مقام پر کہتے ہیں: میں نے آنحضرت (ص) کو بارش کے موسم میں (نماز کی حالت میں) دیکھا کہ آپ سجدہ کرتے وقت گیلی مٹی سے بچنے کیلئے اپنے دونوں ہاتھوں کو عبا پر رکھ لیا کرتے تھے۔ (۱۷)

۸۔ ابن ماجہ اپنی سنن میں عبد اللہ بن عبد الرحمن سے نقل کرتے ہیں: کہ رسول خدا (ص) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ مسجد بنی عبد الاشہل میں نماز پڑھی سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو چادر پر رکھ لیا کرتے تھے۔ (۱۸)

۹۔ اسی طرح چند واسطوں کے ذریعہ ثابت بن صامت سے یہ نقل کرتے ہیں کہ پیامبر گرامی (ص) مسجد بنی عبد الاشہل میں عبا اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کی حالت میں ٹھنڈے پتھروں سے اپنے ہاتھوں کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں چادر پر رکھ لیا کرتے تھے۔ (۱۹)

دوسری قسم کی روایتیں: یہ وہ روایتیں ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ ”حضرت گھانس یا اس سے بنی ہوئی چیزیں جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ ادا کرتے تھے“ اس طرح کی روایتوں کو سنی اور شیعہ دونوں علمائوں نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ یہاں ۱ پر ہم اہلسنت کی معتبر کتابوں سے کچھ حدیثوں کو پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ ابو سعید کہتے ہیں: میں حضور کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے۔ (۲۰)

۲۔ انس بن مالک و ابن عباس اور آنحضرت (ص) کی بعض بیبیان جیسے ام المومنین عائشہ جناب و ام سلمہ و حضرت میمونہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر (ص) خمرہ (ایک قسم کی چٹائی ہے جو کھجور کے پتوں سے بنائی جاتی ہے) پر سجدہ کرتے تھے۔ (۲۱)

۳۔ ابو سعید خدری سے یہ بھی نقل ہے کہ: میں نے آنحضرت (ص) کو چٹائی پر نماز پڑھتے ہوئے اور اسی پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۲۲)

۴۔ فتح الباری میں زوجہ رسول عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت (ص) کے پاس ایک چٹائی تھی جسے بچھا کر آپ اسکے اوپر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (۲۳)

۵۔ بحار الانوار میں حضرت علی بن ابی طالب (ع) سے منقول ہے: کہ آنحضرت (ص) نے چٹائی پر نماز پڑھی۔ (۲۴)

۶۔ انس کہتے ہیں حضور اکرم (ص) خمرہ (چٹائی) پر نماز پڑھتے اور اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (۲۵)

۷۔ صحیح مسلم اور دوسری کتابوں میں انس سے منقول ہے کہ آنحضرت (ص) سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے، اگر کبھی نماز کا وقت ہوتا اور آپ ہمارے گھر میں ہوتے تو حکم کرتے کہ زمین پر بچی چٹائی کو صاف کریں اور پانی چھڑکیں پھر آپ نماز پڑھاتے تھے اور ہم آپکی امامت میں نماز پڑھتے تھے وہ چٹائی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی۔ (۲۶)

۸۔ مسلم بن حجاج و احمد بن حنبل و ابو عبد اللہ بخاری اور دوسرے علماء نے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں: ”وہ چٹائی جو پرانی ہونے کی وجہ سے کالی ہو گئی تھی میں نے اسے پانی سے صاف کیا اور اس وقت حضرت (ص) نے اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔“ (۲۷)

۹۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں: کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں: میں آنحضرت (ص) کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور جس چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اسی پر سجدہ (بھی) کر رہے ہیں۔ (۲۸)

۱۰۔ انس بن مالک سے روایت ہے ، پیغمبر (ص) جب کبھی ام سلیم کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو ہمارے فرش پر کہ جو چٹائی کا تھا پانی چھڑک کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (۲۹)

مندرجہ ذیل روایات کی روشنی میں حضرت رسول خدا (ص) کی سیرت اور آپ کا وطیرہ کھل کر سامنے آجاتا ہے ، کہ آپ ہمیشہ زمین (مٹی) اور گھانس یا جو چیزیں اس سے بنائی جاتی ہے جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ کیا کرتے تھے ، اور دوسرے یہ کہ ان روایات میں کہیں بھی ملتا کہ آنحضرت (ص) نے کسی کھائی اور پہنے جانے والی چیزوں پر سجدہ کیا ہو۔

یہ وہی طریقہ ہے جس کو شیعہ حضرات نے اختیار کیا ہے ، اور وہ اسی کے اوپر گامزن ہیں اس لئے کہ شیعہ حضرات وحی الہی اور قرآن مجید کے بعد سرور کائنات اور ائمہ اطہار (ع) کی سنت و سیرت کے پابند ہیں اور تمام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی پیروی کریں اور ان کے حدود سے خارج نہ ہوں۔

- (۱) کنز العمال، ج ۷، طبع حلب، ص ۴۶۵، کتاب الصلۃ۔ ”ترب وجھک للہ“
- (۲) المصنف، ج ۱، ص ۳۹۲۔ ”رای النبی (ص) صہیباً یسجد کاتہ یتقی التراب فقال لہ النبی (ص) : ترب وجھک یا صہیب“
- (۳) ارشاد الساری، ج ۱، ص ۴۰۵۔ ”قال (ص) لمعاذ : عفر وجھک فی التراب“
- (۴) کنز العمال ج ۴/۱۲/۹۹ دوسرا طبع، ج ۷/ص ۳۲۴، الاصابۃ ج ۱/ص ۵۰۲، شماره ۲۵۶۲۔ اسد الغابۃ ج ۲/ص ۱۶۱۔
- ” قال النبی (ص) یا رباح ترب“
- (۵) النهاية (ابن اثیر) ج ۲ مادہ رعم۔ ”اذا صلی احدکم فلیزم جہتہ و انفہ الارض حتی تخرج منه الرعم ان ینظر ذلہ وخصوعہ“
- (۶) سنن بیہقی ج ۲/ص ۱۰۵۔ ”ان رسول اللہ (ص) رای رجلاً یسجد بجنبہ وقد اعتم علی جہتہ، فحسر رسول اللہ (ص) عن جہتہ“
- (۷) سنن بیہقی ج ۲/ص ۱۰۵۔ ”رای رسول اللہ (ص) رجلاً یسجد علی کور عمامتہ فاوما بیدہ: ارفع عمامتک و اوما الی جہتہ“
- (۸) کنز العمال ج ۴/ص ۲۱۲۔ ط دیگر ج ۸/ص ۸۶ سنن بیہقی ج ۲/ص ۱۰۵۔ ”اذا کان احدکم یصلی فلیحسر العمامۃ عن وجہہ“
- (۹) بحار الانوار ج ۸۵/ص ۱۵۶۔ ”عن النبی (ص) انه نہی ان یسجد المصلی علی ثوبہ او علی کمہ او علی کور عمامتہ“
- (۱۰) سورۃ احزاب آیت ۲۱
- (۱۱) احکام القرآن (جصاص حنفی) ج ۳/ص ۲۰۹ طبع بیروت۔ ”رایت النبی (ص) اذا سجد وضع جہتہ و انفہ علی الارض“
- (۱۲) سنن بیہقی، ج ۲/ص ۱۰۲: ”ان النبی (ص) سجد علی الحجر“
- (۱۳) المصنف ج ۱/ص ۳۹۷ وکنز العمال ج ۴/ص ۲۱۲ دوسری طبع میں ج ۸/ص ۸۵: ”ما رأیت رسول اللہ (ص) متقیاً وجہہ بشیء“ تعنی فی السجود
- (۱۴) سنن نسائی ج ۲/ص ۲۰۸، السجود علی الجبین: ”بصرت عینای رسول اللہ (ص) علی جبینہ وأنفہ أثر الماء والطين“
- (۱۵) مجمع الزوائد، ج ۲/ص ۱۲۶: ”سجد رسول اللہ (ص) فی یوم مطیر حتی ائی لا انظر الی أثر ذلک فی جہتہ وارنبتہ“
- (۱۶) سنن بیہقی، ج ۲/ص ۱۰۶: ”رأیت رسول اللہ (ص) یصلی فی کساء أبيض فی غدة باردة یتقی بالكساء برد الارض بیدہ ورجلہ“
- (۱۷) سیرتنا وسنتنا (ص) ۱۳۲۔ احمد ابن حنبل کے حوالہ سے ”لقد رأیت رسول اللہ (ص) فی یوم مطیر وهو یتقی الطین اذا سجد بکساء علیہ یجعلہ دون یدیه الی الارض اذا سجد“
- (۱۸) سنن ابن ماجہ ج ۱/باب السجود علی الثیاب فی الحر و البرد، ص ۳۲۸ ”جاننا النبی (ص) فصلی بنا فی مسجد بنی عبد الاشہل، فرأیتہ واضعاً یدیه علی ثوبہ اذا سجد“
- (۱۹) سنن ابن ماجہ، ج ۱/ص ۳۲۸۔ ”ان رسول اللہ (ص) فی بنی عبد الاشہل وعلیہ کساء متلف بہ، یضع یدیه علیہ یقیہ برد الحصی“
- (۲۰) سنن بیہقی، ج ۲/ص ۴۲۱، کتاب الصلوات، باب الصلۃ علی الحصیر۔ ”دخلت علی رسول اللہ (ص) وهو یصلی علی حصیر“
- (۲۱) سنن ابن ماجہ، ج ۱ باب الصلۃ علی الخمرۃ، ص ۳۲۸ و سنن بیہقی، ج ۲/ص ۴۲۱ و مسند احمد، ج ۱: ”کان رسول اللہ (ص) یصلی علی الخمرۃ“
- (۲۲) سیرتنا وسنتنا، ص ۱۳۰۔ بحوالہ صحیح مسلم۔ ”فرأیتہ یصلی علی حصیر یسجد علیہ“

- (۲۳) فتح الباری، ج ۱ ص/۴۱۳۔ ” ان النبی (ص) کان له حصیر بیسطہ ویصلی علیہ “
- (۲۴) بحار الانوار ج ۸۵ ص/ ۱۵۷۔ ” ان رسول اللہ (ص) صلی علی حصیر “
- (۲۵) معجم اوسط و صغیر طبرانی۔ ” کان رسول اللہ (ص) یصلی علی الخمرۃ ویسجد علیہا “
- (۲۶) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۷ و سنن بیہقی ج ۲ ص/ ۴۳۶ و مسند احمد ج ۳ ص/ ۲۱۲ غیرہ ” کان رسول اللہ (ص) احسن الناس خلقاً فریما تحضر الصلۃ و هو فی بیتنا فیأمر بالبساط الذی تحته فیکنس ثم ینضح ثم یوم رسول اللہ (ص) و تقوم خلفہ فیصلی بنا و کان بساطہم من جرید النخل “
- (۲۷) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۷ و صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۷- ۲۱۸ و مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۰ وغیرہ : ” قال انس بن مالک : فقامت الی حصیر لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحہ بماء فقام علیہ رسول اللہ (ص) ... فصلی لنا “
- (۲۸) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۸ ” عن ابی سعید الخدری: انه دخل علی رسول اللہ (ص) فوجده یصلی علی حصیر یسجد علیہ “
- (۲۹) طبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۳۱۲ و سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۷۷ : وعن انس بن مالک قال : ” کان النبی (ص) یزور ام سلیم احياناً فتدرکہ الصلۃ فیصلی علی بساط لنا و هو حصیر ینضحہ بالماء “

## ۵ - اصحاب پیغمبر کا طریقہ

اصحاب کے بیانات :

صحابہ کرام کا وطیرہ بھی یہی تھا کہ وہ لوگوں کو زمین پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے اور پہنی جانے والی چیزوں پر سجدہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ لہذا ہم فقط دو اصحاب پیغمبر (ص) کے اقوال آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

- ۱۔ سنن کبیر ائے بیہقی میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے یہ حدیث منقول ہے: کہ حضرت (ع) نے فرمایا جب کوئی سجدہ میں جانا چاہے تو عمامہ کو پیشانی سے ہٹالے۔ (۱)
- ۲۔ حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن الکبریٰ میں ابن عباس سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص سجدہ کی حالت میں اپنی پیشانی اور ناک کو زمین سے نہ لگائے اسکی نماز صحیح اور قابل قبول نہیں ہے۔ (۲)

اصحاب کی سیرت

تمام اسلامی علماء اور محدثین نے احادیث کی کتابوں میں سجدہ سے متعلق اصحاب اور تابعین پیغمبر (ص) کی عملی سیرت کو کم و بیش بیان کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب و تابعین اختیاری حالت میں زمین (حتیٰ پتھر و خاک) پر سجدہ کیا کرتے تھے اور لباس یا کپڑے وغیرہ پر سجدہ کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اس ضمن میں بعض احادیث قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔

- ۱۔ نافع کہتے ہیں : کہ عبداللہ بن عمر سجدہ میں پیشانی کو زمین تک پہنچانے کے لئے عمامہ اتارتے تھے (۳)
- ۲۔ ابن سعد اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں : کہ مسروق بن اجدع سفر کے دوران مٹی کے ٹھیکرے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ کشتی میں پر سجدہ کر سکیں۔ (۴)

واضح رہے کہ مسروق بن اجدع تابعین رسول اور ابن مسعود کے خاص اصحاب میں سے تھے، اور صاحب طبقات الکبریٰ نے انکو اہل کوفہ کے راویوں میں طبقہ اولیٰ کی فہرست میں ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے رسول اسلام (ص) کے بعد ابو بکر و عمر و عثمان و علی اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ سے بالمشافحہ روایت نقل کی ہے۔ صدر اسلام کی شخصیتوں کا یہ طریقہ کار ان لوگوں کی باتوں کو کہ جو خاک کربلا ساتھ رکھنے کو بدعت اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں بے بنیاد قرار دیتا ہے اور ان بزرگان اسلام کا ہمیشہ مٹی پر سجدہ کرنا اور سفر میں اسے ساتھ لے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے، ورنہ معروف و مشہور تابعی مسروق بن اجدع ٹھیکرے

کے ٹکڑے کو اپنے ساتھ کیوں رکھتے؟ کیا شیعوں کے علاوہ صدر اسلام ان بزرگوں کی پیروی کوئی اور کرتا ہے؟! ۳۔ رزین کہتے ہیں: علی بن عبد اللہ بن عباس نے میرے پاس لکھا: کہ میرے لئے کوہ مروہ کے پتھر کی ایک تختی بھیج دے تاکہ میں اسپر سجدہ کیا۔ (۵)

علی بن عبد اللہ بن عباس جو تابعین سے ہیں انکے خط سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔  
الف: علی بن عبد اللہ بن عباس کا پتھر پر سجدہ کرنے کا پابند ہونا جو زمین کا جزء ہے، اور اپنے ساتھ اس کو رکھنا توحید اور خدا کی عبادت کے عین مطابق ہے اور یہ باعث شرک نہیں اور نہ پتھر کی پوجا ہے۔  
ب: ان کے علاوہ صدر اسلام کی بزرگ شخصیتیں پاک اور مقدس سر زمین کے ٹکڑے (جیسے مروہ) کو اپنے ساتھ رکھتی تھیں اور وہ اس پر سجدہ کرنے کو ترجیح دیتے تھے، اور اس کو بطور تبرک مس کرتے اور چومتے تھے۔  
اس بنا پر جو لوگ شیعوں کو زمین پر سجدہ کرنے اور خاک شفاء کو اپنے ساتھ رکھنے کی بنا پر مشرک اور اس عمل کو غیر خدا کی عبادت کہتے ہیں، ان کی یہ باتیں بے بنیاد ہیں اور وہ ایسے جاہل پینجو حضور اکرم (ص) کے اصحاب اور تابعین کے حالات سے بھی آگاہی نہیں رکھتے ہیں۔

۴۔ ابی امیہ کہتا ہے: ابو بکر زمین پر سجدہ کیا کرتے تھے (یا نماز پڑھا کرتے تھے) (۶)  
۵۔ ابو عبیدہ کہتا ہے: ابن مسعود زمین کے علاوہ کسی چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے (یا نماز نہیں پڑھتے تھے) (۷)  
۶۔ عبد اللہ بن عمر سے نقل ہوا ہے: کہ وہ عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اسے ہٹا دیتے تھے۔ (۸)

۷۔ بیہقی عبادہ بن ثابت کے متعلق کہتے ہیں: کہ جب بھی وہ نماز پڑھتے تو اپنی پیشانی سے عمامہ کو ہٹالیتے تھے۔ (۹)  
مذکورہ روایات سے معلوم اور بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب سجدہ کا حکم نازل ہوا تو، تمام مسلمان اور بالخصوص آنحضرت (ص) زمین پر سجدہ کیا کرتے تھے، اور اگر کوئی سجدہ کی حالت میں زمین یا پیشانی پر کپڑا رکھتا تو آنحضرت (ص) سختی سے اسے منع فرماتے تھے۔ لہذا یہ بات یقینی ہے کہ آنحضرت (ص) کی سیرت، صحابہ کا طریقہ، اور تابعین کی روش، یہی تھی کہ وہ زمین کے اجزاء خاک اور پتھر یا گھاس کی بنی ہوئی چٹائی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں اور بہت سی روایات بھی موجود ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ گرمی کے موسم میں عرب کی شدید گرمی، بدن جھلسا دینے والی سورج کی تپش اور تپتی ہوئی زمین، اور پتھر و نیر اس حال میں سجدہ کرنا نہایت دشوار ہے، ایسے حالات میں بھی صحابہ کرام پتھر اور زمین پر سجدہ کرنے کے پابند تھے اسی لئے جلتے ہوئے پتھر کو ہاتھ میں لے کر ٹھنڈا ہی سجدہ کرتے تھے۔ اس مقام پر ہم قارئین کرام کے لئے صدر اسلام کے مسلمانوں کی سیرت اور اکر تے، یا پھر کسی دوسرے طریقہ سے ٹھنڈا کر کے اس پر سجدہ کرتے تھے، ورنہ پھر اسی تپتی ہوئی زمین پر نکلے سجدہ کے طریقے پر مشتمل چند روایات پیش کر رہے ہیں۔ ۸۔ جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں: کہ میں حضور سرور کائنات (ص) کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کے لئے ایک مٹھی پتھر لیکر ٹھنڈا کر تا تھا تاکہ اس پر سجدہ کر سکوں۔ (۱۰)

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔ جیسے احمد بن حنبل کی مسند، سنن بیہقی، کنز العمال، سنن نسائی، و سنن داؤد اور مختلف الفاظ و عبارت کے ساتھ جابر اور انس وغیرہ سے منقول ہے۔  
بیہقی اپنی سنن میں مذکورہ روایت کو انس سے نقل کرنے کے بعد اپنے استاد سے اس طرح نقل کرتے ہیں: استاد نے فرمایا: اگر پہنے ہوئے لباس پر سجدہ جائز ہوتا تو ہاتھ سے پتھر ٹھنڈا کرنے سے زیادہ آسان یہی تھا کہ اپنے لباس پر ہی سجدہ کر لیا جائے۔ (۱۱)

یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام کے مسلمانوں اور اصحاب آنحضرت (ص) لباس و پوشاک پر سجدہ کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے، ورنہ سجدہ کے لئے کنکروں کو ٹھنڈا کرنے پر کوئی وجہ نہ ہوتی کہ پتھر کو ہاتھ میں لیکر ٹھنڈا کریں اور پھر اسی پر سجدہ بجالائیں اگر کپڑوں پر سجدہ جائز ہوتا تو ہر ایک مسلمان و صحابی جلتی ہوئی زمین پر کپڑے رکھ کر نماز پڑھ لیتا اور پتھر ٹھنڈا کرنے کی نوبت بھی نہ آتی۔

۹۔ انس کہتے ہیں: میں آنحضرت (ص) کے ساتھ گرمی میں نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے ایک شخص ہاتھ میں کچھ کنکر لیکر اسے ٹھنڈا کر دیتا تھا تاکہ اس کے سرد ہونے پر سجدہ کر سکیں۔ (۱۲)

اس بارے میں بہت زیادہ روایتیں موجود ہیں کہ اصحاب پیغمبر (ص) زمین کی شدید گرمی سے تنگ آکر رسول (ص) کی خدمت میں شکایت لیکر حاضر ہوئے تاکہ آنحضرت (ص) زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت دیدیں، مگر حضور (ص) نے زمین کے علاوہ اور کسی چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی۔ ہر منصف مزاج انسان کو معلوم

ہے اگر کپڑے موکٹ و قالین پر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیشک آنحضرت (ص) مسلمانوں کو اس پر سجدہ کرنے کی اجازت دیدیتے۔

ہم یہاں پر ایسی کثیر روایتوں میں سے فقط چند حدیثوں کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہیں گے تاکہ اپنا مدعی (شیعہ حق پر ہیں) ثابت ہو جائے۔

۱۰۔ بیہقی نے خباب بن ارت سے سبہ روایت نقل کی ہے: ہم نے شدید گرمی اور پیشانی و ہاتھوں کے جلنے کی شکایت، آنحضرت (ص) کی خدمت میں پیش کی مگر حضرت (ص) نے ہماری فریاد کو قبول نہ کیا۔ (۱۳)

۱۱۔ مسلم بن حجاج نے بھی خباب بن ارت سے یہ روایت کی ہے: ہم نے حضور پاک (ص) کی خدمت میں جھلسا دینے والی شدید گرمی کی شکایت کی مگر حضرت (ص) نے ہماری شکایت قبول نہ فرمائی۔ (یعنی کوئی دوسرا راہ حل نہ نکالا)۔ (۱۴)

(۱) السنن الكبرى ج ۲ ص ۱۰۵۔ ”اذا كان احدكم (م یصلی فلیحسر العمامة عن جبهته“  
(۲) مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۷۰ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۳، ۱۰۴۔ ”من لم یلذق أنفه مع جبهته الارض اذا سجد لم تجز صلاته“

(۳) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵ طبع ۱ (حیدرآباد دکن) کتاب الصلوة، باب الكشف عن السجدة فی السجود ”ان ابن عمر کان اذا سجدو علیہ العمامة یرفعها حتی یضع جبهته بالارض“

(۴) الطبقات الكبرى، ج ۶ ص ۷۹ طبع بیروت: مسروق بن اجدع کے احوال میں: ”کان مسروق اذا خرج بلبنة یسجد علیها فی السفینة“

(۵) اخبار مکتہ (ازرقی) ج ۳ ص ۱۵۱: (رزین کے حوالے سے) ”کتب الی علی بن عبد اللہ بن عباس ض ان ابعث الی بلوح من احجار المروة أسجد علیہ“

(۶) المصنف ج ۱ ص ۳۹۷۔ ”ان ابا بکر کان یسجد او یصلی علی الارض ....“

(۷) المصنف ج ۱ ص ۳۶۷ و مجمع الزوائد ج ۲ ص ۵۷: بحوالہ طبرانی۔ ”ان ابن مسعود لا یسجد۔ او قال: لا یصلی۔ الا علی الارض“

(۸) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵ و المصنف ج ۱ ص ۴۰۱۔ ”عن عبد اللہ بن عمر انه کان یکره ان یسجد علی کور عمامته حتی یکشفها“

(۹) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵۔ ”انه کان اذا قام الی الصلوة حسر العمامة عن جبهته“

(۱۰) مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۸۔ ۴۰۱۔ ۴۳۷۔ ۴۶۲۔ ”كنت اصلى مع رسول الله (ص) الظهر فأخذ قبضة من حصی فی کفی لتبرد حتی اسجد علیها من شدة الحر“ اور اس کی مثل سنن بیہقی ج ۱ ص ۴۳۹، میں وارد ہوئی ہے۔

(۱۱) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵، ۱۰۶: ”قال الشيخ: ولو جاز السجود علی ثوب متصل به، لکان ذلك اسهل من تبريد الحصی فی الکف ووضعها للسجود“

(۱۲) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۶۔ ”کنا نصلی مع رسول الله (ص) فی شدة الحر فیأخذ احدنا الحصباء فی یده فاذا برد وضعه وسجد علیہ“

(۱۳) سنن بیہقی ج ۱ ص ۴۳۸ و ج ۲ ص ۱۰۵۔ ۱۰۷۔ ”شکونا الی رسول الله (ص) شدة الرمضاء فی جباهنا وأکفنا فلم یشکنا“

(۱۴) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۳۳۔ ”عن خباب قال: أتینا رسول الله (ص) فشکونا الیه حر الرمضاء فلم یشکنا“

۶۔ سجدہ اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں

شیعوں کے ائمہ معصومین علیہم السلام ایک طرف تو ”حدیث ثقلین“ کے مطابق قرین قرآن ہیں کہ جنکی جدائی نا ممکن ہے اور دوسری طرف وہ سنت آنحضرت (ص) اور آپ کی سیرت کو تمام لوگوں سے زیادہ اور بہتر طریقہ سے جاننے والے

ہیں انہوں نے اپنے اقوال میں اس بات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے ، کہ سجدہ فقط زمین اور اس سے اُگنے والی چیزوں پر کرنا جائز ہے ( اور صرف کھانے، پہننے والی چیزوں پر سجدہ صحیح نہیں ہے ) ائمہ اطہار (ع) کی روایات ذکر کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ ان دلیلوں کو بیان کر دیا جائے۔ جو عترت رسول کی اتباع اور ان کی پیروی لازم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

کلام اہل بیت (ع) کی حجت اور انکی اتباع کے واجب ہونے کے دلائل  
سنی و شیعہ محدثین کا اتفاق ہے ” کہ رسول اکرم (ص) نے اپنے بعد دو عظیم گرانہا میراث ہمارے درمیان میں چھوڑی ہیں “ اور تمام مسلمانوں کو انکی پیروی کا حکم دیا ہے اور لوگوں کی فلاح اور ہدایت کو انہیں کے ساتھ تمسک (وابستگی) میں قرار دی ہے ۱۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید ۲۔ آپ کے اہل بیت و عترت پاک علیہم السلام اس سلسلہ کی چند حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ ترمذی نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے اور انہوں نے رسول اکرم (ص) سے روایت نقل کی ہے: میں تمہارے درمیان دو سنگین چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے مضبوطی سے انہیں پکڑے رکھا تو ہر گز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت۔ (۱)

۲۔ ترمذی اپنی صحیح میں اس حدیث کو بھی نقل کرتے ہیں: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر ان کو پکڑے رکھا تو ہر گز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر برتری رکھتی ہے، کتاب خدا زمین سے آسمان تک متصل ہے، اور میری عترت و اہل بیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آپہنچیں، اس میں غور و فکر کرو میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک و برتاؤ کروگے۔ (۲)

۳۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں رسول اسلام (ص) سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ (ملک الموت) میرے پاس آئے اور میں اس کے جواب میں لبیک کہدوں میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب جس میں نور ہدایت ہے پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہنا حضرت (ص) نے یہ فرما کر قرآن سے تمسک کی ترغیب دی پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت (ع)، میں تمہیں اپنے اہل بیت (ع) کے لئے تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں اہل بیت (ع) کے لئے تاکید کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت (ع) کے لئے تاکید کرتا ہوں۔ (۳)

۴۔ متعدد محدثین نے آنحضرت (ص) سے نقل فرمایا ہے: حضرت (ص) نے ارشاد فرمایا: ” میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت۔ یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے، یہاں تک کہ (قیامت میں) میرے پاس حوض کوثر پر آپہنچیں۔ (۴)

مذکورہ روایات کے مضمون پر مشتمل اسقدر زیادہ حدیثیں ہیں جو اس کتاب کی گنجائش سے باہر ہیں محقق التحریر سید میر حامد حسین (ہندی) رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات بیشتر اسناد کو اپنی کتاب عیقات الانوار میں جمع کیا ہے۔ ان روایات کی روشنی میں یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اہل بیت (ع) کے دامن سے تمسک، اور ان کی اتباع، قرآن مجید اور سنت پیغمبر (ص) کی پیروی کے مترادف ہے۔ اور ضروریات دین اسلام ہے۔ لہذا ان کے دامن کو چھوڑ دینا ضلالت و گمراہی کا باعث ہے۔

رسول اسلام (ص) کے فرمان کے مطابق اہل بیت طاہرین (ع) کی اتباع اور انکی پیروی واجب و ضروری ہے۔ یہیں سے ایک سوال وجود میں آتا ہے۔ کہ پھر وہ اہل بیت پیغمبر (ص) کون لوگ ہیں؟ کہ جن کی اطاعت حکم رسول کے مطابق ہم واجب ہے۔

لہذا اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے روایات کی روشنی میں عترت پیغمبر (ص) کے معنی جستجو کریں گے۔

آنحضرت (ص) کے اہل بیت (ع) کون ہیں؟

مذکورہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور کائنات (ص) نے تمام مسلمانوں کو اپنی عترت کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کو قرآن کریم کے مساوی اور برابر قرار دیا ہے۔ نیز انہیں اپنے بعد امت کا رہبر قرار دیتے ہوئے واضح طور پر فرمایا: یہ دونوں قرآن و عترت ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، لہذا اہلبیت (ع) وہی حضرات ہو سکتے ہیں جو قول رسول کے مطابق قرآن کے برابر ہوں اور عصمت کے درجہ پر فائز ہوں چنانچہ ان حضرات کی اچھی طرح معرفت کے لئے ہم کچھ روایتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یزید بن حیان نے زید بن ارقم ( حضرت

(ص) کے خاص صحابی ) سے دریافت کیا ہیں: کہ آنحضرت (ص) کے اہل بیت (ع) کون لوگ ہیں؟ کیا اہل بیت (ع) سے مراد آنحضرت (ص) کی بیویاں ہیں؟

زید بن ارقم جواب میں فرماتے ہیں: ”لا وأیم اللہ ان المرأة تكون مع الرجل العصر من الدبر ثم يطلقها فترجع الیٰ ابيها وقومها. اہل بیتہ أصلہ و عصبته الذین حرّموا الصدقة بعده“۔ (۵) نہیں ہر گز ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم عورت مرد کے ساتھ کچھ مدت کے لئے رہتی ہے۔ اور اگر مرد اسے طلاق دیدے تو وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے یہاں واپس چلی جاتی ہے ( لہذا اس سے بیوی مراد نہیں ہو سکتی ) بلکہ اہل بیت (ع) سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت (ص) کے اصل قرابتدار اور رشتہ دار ہوں ( کہ جدا کرنے سے جدا نہ ہو سکیں ) اور آپ کے بعد ان پر صدقہ حرام ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ عترت ( کہ جن کی پیروی کرنا قرآن کی پیروی کی طرح واجب ہے ) سے مراد آنحضرت (ص) کی بیویاں نہیں ہیں۔

بلکہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو آپ سے جسمانی رشتے اور نسبت کے علاوہ بے بھر پور معنوی رابطہ بھی رکھتے ہوں۔ تاکہ قرآن کے برابر ہو کر قرآن کی طرح مرجع خلائق قرار پائیں۔

۲۔ پیغمبر اسلام (ص) نے فقط ان کے اوصاف و خصوصیات کو بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ان کی تعداد ( کہ بارہ ہونگے ) بھی ذکر فرمائی ہے۔ (۶)

مسلم اپنی صحیح میں جابر بن سمرہ سے بیان کرتے ہیں: میں نے آنحضرت (ص) کو فرماتے ہوئے سنا ” کہ اسلام بارہ خلفاء سے مزین ہوگا“ پھر اپنے کچھ کہا جو میری سمجھ میں نہ آسکا۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ حضرت (ص) نے اس کے بعد کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہونگے۔

اپسے ہی مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں دوسرے مقام پر رسول خدا (ص) کی یہ حدیث تحریر فرماتے ہیں: ” قال رسول اللہ (ص) لا یزال امر الناس ما ضیا ما ضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلاً۔ (۷)

اس وقت تک لوگوں کے تمام کام صحیح طریقہ سے انجام پائیں گے جب تک انہیں بارہ افراد کی ولایت و سرپرستی حاصل رہے۔

یہ دونوں روایتیں شیعوں کے اس عقیدہ پر دلیل ہیں کہ رسول (ص) کے بعد بارہ امام ہونگے، کیونکہ یہی بارہ امام ہیں جو تمام خلائق کے مرجع اور اسلام کی عزت و شوکت و سربلندی کا سبب ہیں۔ ان کے علاوہ عالم اسلام میں کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نظر نہیں آتا۔

قطع نظر ان ابتدائی تین خلفاء کے کہ جو مسلمانوں کی اصطلاح میں خلفاء راشدین کے نام سے مشہور ہیں۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے یا دوسرے حکمرانوں کی بد اعمالیاں جو تاریخ کے دامن میں بد نما داغ کی طرح ثبت بینجو اسلام اور اہل اسلام کے لئے باعث ننگ و عار ہیں جنہیں کسی بھی طرح حضور کا خلیفہ قرار نہیں دیا جا سکتا لہذا حضور ختمی مرتبت (ص) کے اہل بیت (ع) سے مراد صرف وہی بارہ امام ہیں کہ جن کی شناخت آنحضرت (ص) نے کرا ئی تھی کہ یہ تمام مسلمانوں کی پنا گاہ اور انکا مرکز و مرجع ہیں، سنت رسول (ص) کے محافظ اور آپ کے علوم کے خزانہ دار ہیں۔ ۳۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب (ع) بھی مسلمانوں کے رہنما اور بادی کو بنی ہاشم سے ہی جانتے ہیں جو شیعوں کے بارہ اماموں (ع) کے اوپر محکم دلیل ہے جیسا کہ فرماتے ہیں: ” ان الائمة من قریش فی ہذا البطن من بنی ہاشم لا تصلح علیٰ من سواہم ولا تصلح الولة من غیرہم۔“ (۸)

ائمہ علیہم السلام کو خدا نے قریش اور بنی ہاشم سے قرار دیا ہے، اور دوسرے حضرات کہ لوگوں پر حکمرانی کا حق نہیں ہے لہذا ان کے علاوہ اور ہر ایک کی حاکمیت بے بنیاد ہے۔

نتیجہ

ان روایات سے دو چیزوں کی حقیقت روشن ہو تی ہے۔

۱۔ قرآن کی اطاعت کے ساتھ اہل بیت (ع) (عترت) سے تمسک اور وابستگی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری بھی واجب ہے۔

۲۔ اہل بیت (ع) جو قرین قرآن اور لوگوں کا مرجع قرار دئے گئے ان کی صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ تمام کے تمام قریش اور بنی ہاشم سے ہیں۔

ب۔ رسول خدا (ص) سے ان کی ایسی قرابتدار ہے کہ رسول (ص) کی طرح ان پر بھی صدقہ حرام ہے۔

ج۔ یہ مقام عصمت پر فائز ہیں۔ ( ورنہ اپنے عمل کی وجہ سے قرآن سے جدا ہو جاتے) اسی لئے رسول اسلام (ص) نے فرمایا: قرآن و عترت ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ ( قیامت میں ) حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ

جائیں -

د۔ یہ تعداد میں بارہ ہیں تاکہ رسول خدا (ص) کے بعد یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ولایت و سرپرستی سنبھالیں -  
ہ۔ یہ بارہ خلفائے الہی، اسلام کے لئے باعث عزت و سر بلندی و قطب زمین ہیں۔ ان صفات کو مد نظر رکھتے ہوئے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت (ص) کے اہل بیت (ع) اور آپ کی عترت جس کی اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے وہ بارہ امام وہی ہیں کہ شیعہ ان کی پیروی و تمسک کر کے فخر کرتے ہیں۔ اور وہ بارہ خلفائے الہی یہ ہیں -

۱۔ حضرت علی بن ابی طالب (ع) (المرتضیٰ)

۲۔ حضرت حسن بن علی (ع) (مجتبیٰ)

۳۔ حضرت حسین بن علی (ع) (شہید کربلا)

۴۔ حضرت علی ابن الحسین (ع) (زین العابدین)

۵۔ حضرت محمد بن علی (ع) (باقر)

۶۔ حضرت جعفر بن محمد (ع) (صادق)

۷۔ حضرت موسیٰ بن جعفر (ع) (کاظم)

۸۔ حضرت علی بن موسیٰ (ع) (رضا)

۹۔ حضرت محمد بن علی (ع) (تقی)

۱۰۔ حضرت علی بن محمد (ع) (نقی)

۱۱۔ حضرت حسن بن علی (ع) (عسکری)

۱۲۔ حضرت امام مہدی (ع) (قائم)

اسلامی محدثین نے تواتر سے نقل کیا ہے: کہ آنحضرت (ص) نے آپ کو مہدی موعود کے نام سے یاد فرمایا ہے: ”صلوات اللہ علیہم اجمعین۔“

۷۔ سجدہ ائمہ طاہرین (ع) کی نظر میں

جب اہل بیت (ع) کی حقانیت و وثاقت پر اعتبار سے ثابت ہو گئی تو ہم اپنے قارئین کی خدمت میں بطور تبرک ان حضرات کی چند احادیث نقل کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں -

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ جائز ہے - اور کھانے او رہینے والی اشیاء پر سجدہ صحیح نہیں ہے - (۹)

۲۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: زمین پر سجدہ اللہ کا حکم اور واجب ہے - اور چٹائی پر سجدہ کرنا آنحضرت (ص) کی سنت ہے - (۱۰)

۳۔ امام صادق علیہ السلام اس ضمن میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: کہ دوسری کسی چیز پر سجدہ صحیح نہیں سوائے زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں کے مگر یہ کہ وہ کھائی جاتی ہو یا وہ روئی وغیرہ ہو (کہ اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے) -

(۱۱)

۴۔ کتاب وسائل الشیعہ میں ہماری نگاہ اس مقام پر ٹھہرتی ہے کہ اسحاق بن فضیل نے امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے چٹائی اور بوریا پر سجدہ کرنے کے متعلق دریافت کیا؟ تو امام (ع) نے جواب میں فرمایا: صحیح ہے، لیکن خود زمین پر سجدہ کرنا مجھے پسند ہے، کیونکہ حضرت رسول خدا (ص) ایسا ہی کرتے اور سجدہ کی حالت میں پیشانی زمین پر رکھتے تھے، لہذا میں وہی پسند کرتا ہوں جو حضرت (ص) پسند فرماتے تھے - (۱۲)

۵۔ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا - کیا چٹائی و بوریا اور گھانس پر سجدہ کرنا درست ہے؟ امام (ع) نے فرمایا: ہاں صحیح ہے - (۱۳)

۶۔ حلبی کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کپڑے، چادر وغیرہ (جو بالون سے بنی ہو) پر سجدہ کرنے کے متعلق دریافت کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا اس پر سجدہ نہ کرو مگر ہاں اس پر کپڑے رہو اور زمین پر سجدہ کرو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، یا پھر اس پر چٹائی پھیلا کر چٹائی پر سجدہ کرو - (۱۴)

مذکورہ روایات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بیت اطہار (ع) کی نظر میں فقط زمین یا جو اس سے اگے اسی پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور کھانے پینے کی چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت (ص) کی احادیث سے اور آپ کی سیرت اور اصحاب و تابعین کے طور طریقہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے -

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ائمہ اطہار (ع) جو بھی شرعی احکام بیان کرتے ہیں وہی ہے جو رسول خدا (ص) سے حاصل کئے ہیں کیونکہ شیعوں کی نگاہ میں شریعت اور قانون سازی کا حق فقط خداوند متعال کو حاصل ہے، اور پیغمبر (ص) کا کام اس مقدس قانون اور دینی احکام کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ رسول خدا (ص) (اور دیگر انبیاء (ع)) اللہ اور بندوں کے درمیان وحی اور تشریح (احکام الہی) کو پہنچانے کے لئے ایک رابطہ ہیں لہذا یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ اگر شیعہ اہل بیت (ع) کی احادیث و اقوال کو اپنی فقہ (احکام شرعی) کا منبع و مدرک قرار دیتے ہیں تو یہ فقط اس لئے ہے کہ ان کے اقوال در حقیقت آنحضرت (ص) کی احادیث کی عکاسی کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: میرا حدیث میرے والد کی حدیث ہے اور ان کی حدیث میرے دادا علی بن الحسین (ع) کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حسین ابن علی (ع) کی حدیث ہے اور حسین ابن علی (ع) کی حدیث حسن ابن علی (ع) کی حدیث ہے اور حسن ابن علی (ع) کی حدیث امام علی علیہ السلام کی حدیث ہے اور حضرت علی (ع) کی حدیث، کلام رسول خدا (ص) ہے اور رسول خدا (ص) کا کلام، کلام الہی ہے۔ (۱۵)

ایک مقام پر کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا: ”مہما أُجبتک فیہِ بَشِیْءٍ فَهُوَ عَنِ رَسُوْلِ اللَّهِ (ص) لَسْنَا نَقُوْلُ بِرَأْیِنَا مِنْ شَیْءٍ۔“ (۱۶)

”جو میں نے تمہیں جواب دیا ہے وہی رسول خدا (ص) کا جواب ہے ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں“ اس روایت کی روشنی میں دو نکتے بدیہی طور پر واضح ہوتے ہیں:

الف: اہل بیت (ع) کی نظر میں زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے (بس شرط یہ ہے کہ وہ کھانے یا پہننے کی نہ ہو) لیکن خاک و مٹی جو زمین ہی کا ایک حصہ ہے اس پر سجدہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے کیونکہ سجدہ کی مصلحت یہ ہے۔ کہ انسان بارگاہ ہے نیاز میں سراپا خضوع و تذلل و بردباری کے ساتھ سر بسجود ہوجائے۔

ب: احادیث و اقوال اہل بیت (ع)۔ متواتر روایات کے مطابق حجت و معتبر ہیں۔ اور ان سے سرپیچی احکام رسول خدا (ص) کی مخالفت ہے۔ اس لئے کہ رسول خدا (ص) نے حدیث ثقلین اپنی عترت اور اہل بیت (ع) کے کلام و فرمان کی ضمانت خود اپنے اوپر لی ہے۔ لہذا ان کی عترت کے کلمات، رسول خدا (ص) کے کلام کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ ان تمام بحثوں اور استدلالوں سے چودہویں رات کے چاند کی طرح یہ روشن ہوجاتا ہے کہ شیعوں کا زمین یا خاک پر سجدہ کرنا بجا ہے۔

- (۱) صحیح ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی (ص)، ج/۵ طبع بیروت، ص/۶۶۲، حدیث ۳۷۸۶۔ ”یا ایہا النَّاسِ اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِیْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِترتی اہل بیئتِ“
- (۲) مدرک سابق، ص/۶۶۳، حدیث ۳۷۸۸۔
- (۳) صحیح مسلم، جزء ۷ باب فضائل علی ابن ابی طالب (ع)، ط مصر، ص/۱۲۲۔ ۱۲۳۔
- (۴) مستدرک حاکم، جزء ۳ ص/۱۴۸۔ الصواعق المحرقة، باب ۱۱ فصل اول ص/۱۴۹ اور اسی طرح کے مضمون پر مشتمل دیگر احادیث درج ذیل کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے: ”مسند احمد، جزء ۵ ص/۱۸۲ و ۱۸۹۔“ ”کنز العمال، جزء اول، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، ص/۴۴۔
- (۵) صحیح مسلم، جزء ۷ باب فضائل علی ابن ابی طالب، ط مصر، ص/۱۲۳۔
- (۶) صحیح مسلم، ج/۶ ص/۳، ط مصر۔
- (۷) گذشتہ حوالہ۔
- (۸) نہج البلاغہ (صیحی صالح)، خطبہ ۱۴۴۔
- (۹) وسائل الشیعہ، ج/۳ ص/۵۹۱، کتاب الصلۃ، ابواب ما یسجد علیہ، حدیث ۱۔ ”السجود لا یجوز الا علی الارض او علی ما انبتت الارض الا ما اکل او لیس“
- (۱۰) وسائل الشیعہ، ج/۳ ص/۵۹۳، کتاب الصلۃ ابواب ما یسجد علیہ، حدیث ۷۔ ”السجود علی الارض فریضة و علی الخمرۃ سنۃ“
- (۱۱) وسائل الشیعہ، ج/۳ ص/۵۹۲ و بحار الانوار، ج/۸۵ ص/۱۴۹۔ ”لا یسجد الا علی الارض او ما انبتت الارض الا الماکول و القطن و الکتان“
- (۱۲) وسائل الشیعہ، ج/۳ ص/۶۰۹۔ ”وعن اسحاق بن الفضیل انه سأل أبا عبد الله عن السجود علی الحصیر و البواری، فقال

: لایاس وان پسجد علی الارض أحب الیّ ، فان رسول الله (ص) كان یحبّ ذلك ان یمکن جبهته من الارض ، فانا احب لك ما كان رسول الله (ص) یحبه “  
 (۱۳) وسائل الشیعه ، ج/۳ ص/ ۵۹۳۔ ”۔۔۔۔۔ان رجلاً أتى ابا جعفر ( الامام الباقر) وسأله عن السجود علی البوریا و الخصفه و النبات ، قال : نعم “  
 (۱۴) وسائل الشیعه ، ج/۳ ص/ ۵۹۴ : ” عن ابی عبد الله قال سألته عن الرجل یصلی علی البساط و الشعر و الطنافس قال : لا تسجد علیہ وان قمت علیہ و سجدت علی الارض فلا بأس ، وان بسطت علیہ الحصیر و سجدت علی الحصیر فلا بأس “  
 (۱۵) جامع احادیث الشیعه، ج ۱ ص ۱۲۷۔ ” حدیثی حدیث ابی (ع) و حدیث ابی (ع) حدیث جدی (ع) و حدیث جدی (ع) حدیث الحسین (ع) و حدیث الحسین (ع) حدیث الحسن (ع) و حدیث الحسن (ع) حدیث امیر المومنین (ع) و حدیث امیر المومنین (ع) حدیث رسول الله (ص) و حدیث رسول الله (ص) قول الله عز و جل “  
 (۱۶) جامع احادیث الشیعه ج ۱ ص ۱۲۹ ۔

#### ۸ ۔ مجبوری کی حالت میں سجدہ

گذری ہوئی بحثوں اور دلیلوں سے بہت حد تک یہ واضح ہو گیا کہ انسان کو اختیاری حالت میں زمین ( اور جو چیز اس سے اگتی ہے ) پر ہی سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ:

- ۱۔ زمین اور سطح زمین پر سجدہ کرنا سنت نبی (ص) اور آپ کا حکم ہے ۔
  - ۲۔ زمین پر سجدہ کرنا آنحضرت (ص) کی سیرت اور عملی روش ہے ۔
  - ۳۔ زمین پر سجدہ کرنا حضور (ص) کے اصحاب کے حکم کے مطابق ہے ۔
  - ۴۔ زمین پر سجدہ کرنا سیرت صحابہ اور تابعین اور صدر اسلام کے مسلمانوں کا وطیرہ ہے ۔
  - ۵۔ زمین پر سجدہ کرنا، اہل بیت اطہار (ع) کا حکم ہے ۔
  - ۶۔ زمین پر سجدہ کرنا حضور کی عترت پاک (ع) کی سیرت عملی ہے ۔
- یہاں پر ایسی روایتوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان جب بالکل تحمل نہ کر سکے جیسا اتنی شدید گرمی یا ایسی شدید سردی ہو کہ جو ناقابل برداشت ہو یا کسی دوسرے معقول و شرعی عذر کی بنا پر لباس کے کناروں یا کپڑے کے ٹکڑوں پر سجدہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔
- جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ روایات اضطراری حالات میں زمین کے علاوہ دوسری چیز پر سجدہ کرنے کو درست کہتی ہیں لیکن مسلمانوں ( اہل سنت ) نے ایسی حدیثوں سے یہ گمان کیا ہے کہ یہ احادیث و روایات تمام حالات کے لئے ہیں یعنی چاہے کوئی عذر ہو یا نہ ہو جب بھی کپڑوں اور اس جیسی چیزوں پر سجدہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے آنحضرت (ص) کی سنت اور آپ کے اصحاب کی سیرت کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے یہ کہا: انسان کے لئے فقط زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے ، بلکہ ہر حال میں ان چیزوں کے علاوہ شے پر بھی سجدہ کرنا صحیح ہے ، جیسے قالین ، کپڑا اور دوسری کھانے کی چیزیں ، اسی لئے ضروری ہے کہ ہم ان روایات کو بھی بیان کر دیں جو حالت اضطرار پر بالصریح دلالت کرتی ہیں ، تاکہ اس مسئلہ کی حقیقت ہر شخص پر کچھ اور واضح ہو جائے ۔

- ۱۔ ابو عبد اللہ بخاری اپنی صحیح میں اس روایت کو انس سے نقل کرتے ہیں: (بلکہ انہوں نے اپنی کتاب میں پورے ایک باب کو شدید گرمی میں لباس پر سجدہ کرنے کے بارے مخصوص کیا ہے ) انس کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ (ص) کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو ایک شخص گرم زمین پر سجدہ نہ کر سکا تو اس نے لباس پھیلا کر اس پر سجدہ کیا ۔
- ۲۔ بخاری دوسرے مقام پر انس سے ہی نقل کرتے ہیں ، ہم گرمی کے موسم میں آنحضرت (ص) کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ۔ اور گرم زمین کی تاب نہ لا کر اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے تاکہ اس سے محفوظ رہ سکیں ۔ (۱)
- ۳۔ مسلم بن حجاج مذکورہ روایت کو اس طرح نقل کرتے ہیں ، جب ہم گرمی کے موسم میں آنحضرت (ص) کے پیچھے نماز پڑھتے اور ہم میں سے کوئی گرم زمین پر سجدہ نہ کر سکتا تو کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا ۔ (۲)

۴۔ مسلم بن حجاج دوسرے مقام پر ایک صحابی سے اس طرح نقل کرتے ہیں: ہم شدید گرمی میں آنحضرت (ص) (ص) کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے (اتفاق) سے ایک شخص جلتی زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتا تھا تو اس نے اپنے لباس کو پھیلا کر اس پر سجدہ کیا۔ (۳)

ان روایات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ انسان اضطراری حالت میں زمین کے علاوہ دوسری چیزوں پر سجدہ کر سکتا ہے، اس لئے کہ روایت کی تعبیر یہ ہے کہ ”شدید گرمی یا کڑا کے کی ٹھنڈک“ جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ صدر اسلام میں مسلمان گرمی کی تاب نہ لا کر کپڑوں پر سجدہ کر لیا کرتے تھے تا کہ پیشانی سوزش زمین سے محفوظ رہ سکے۔ (۴)

اسی لئے ابن حجر مکی کہتے ہیں: مذکورہ روایات اس نکتہ کی طرف آگہی کرتی ہیں کہ سجدہ میں اصل یہ ہے کہ پیشانی زمین پر رکھا جائے کیونکہ لباس وغیرہ پر سجدہ کرنا (مجبوری کی حالت) اور طاقت نہ ہونے کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ (۵)

حالت اضطرار کا حکم اہل سنت کی کتابوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہماری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ کہ شدید گرمی اور کڑا کے کی ٹھنڈک میں جب انسان زمین پر سجدہ کرنے سے معذور ہو تو کپڑے وغیرہ پر سجدہ کر سکتا ہے۔ صاحب وسائل الشیعہ نے اپنی کتاب میں مکمل ایک باب ”جواز السجود علی الملبس و علی ظہر الکف فی حال الضرورة“ (حالت ضرورت میں کپڑے اور ہاتھ کی ہتھیلی پر سجدہ کرنا جائز ہے) کے نام سے قائم کر رکھا ہے۔ اور ائمہ طاہرین (ع) کی روایتوں کو اس میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان میں بعض احادیث کو قارئین کرام کے سامنے بطور تیرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

۱۔ عیینہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر میں شدید گرمی میں مسجد جاؤں اور (گرم) پتھر پر سجدہ کرنے سے دل مائل نہ ہو تو کیا میں کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہوں؟ امام (ع) نے فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۶)

۲۔ قاسم بن فضیل کہتے ہیں: میں نے امام رضا (ع) سے کہا میری جان آپ پر فدا ہو کیا کوئی شخص گرمی و سردی سے بچاؤ کے لئے آستین پر سجدہ کر سکتا ہے؟ امام (ع) نے جواب میں فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۷)

۳۔ کچھ شیعوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ہم ایسی جگہ ہوں جہاں شدید ٹھنڈک کی بنا پر پانی جم کر برف ہو گیا ہو تو کیا ہم (نماز میں) اس پر سجدہ کر سکتے ہیں؟ امام (ع) نے فرمایا: نہیں بلکہ برف سے (بچاؤ) کے لئے روئی یا کتان رکھ لو۔ (۸)

نتیجہ

انسان تمام احادیث سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ اختیاری اور امکانی صورت میں ضروری ہے کہ زمین اور گھانس پر سجدہ کیا جائے۔ اور یہی حکم اس وقت ہے جب کسی کا عذر ہر طرف ہو جائے۔

۲۔ صرف اضطرار اور عذر کی صورت میں ہی لباس کے کناروں پر سجدہ کرنا صحیح ہے، جیسے شدید گرمی و سردی وغیرہ میں۔

اسی لئے شیعہ حضرات اہل بیت اطہار (ع) اور سنت رسول اکرم (ص) اور سیرت مسلمان صدر اسلام و تابعین کی روش کی پیروی و اتباع کرتے ہوئے زمین کے اجزاء پتھر اور مٹی پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور کپڑا یا لباس اور کھانے وغیرہ کی چیزوں پر سجدہ کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور فروتنی و انکساری کی بنا پر مٹی پر سجدہ کرنے کو اور دوسری تمام چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی لئے ائمہ طاہرین (ع) اور صحابہ و تابعین کی تاسی و پیروی کرتے ہوئے وہ پاک و پاکیزہ مٹی کو سجدہ کے لئے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ تاکہ اس پر سجدہ کر کے درگاہ خدائے لایزال میں خضوع و انکساری و خاکساری کی علیٰ منازل کو درک کر سکیں۔

واضح رہے کہ فقط یہ طریقہ شیعہ حضرات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی مشہور شخصیتوں نے بھی اسی راستے کو اختیار کیا ہے لہذا نمونے کے طور پر انکے چند بزرگانوں کا اجمالی تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ اسلامی مورخین و محدثین نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز (اموی خلیفہ) فقط چٹائی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ تھوڑی مٹی بھی اس پر رکھتا اور نماز میں اس پر سجدہ کیا کرتا تھا۔ (۹)

۲۔ صاحب فتح الباری عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ زمین کے علاوہ اور کسی چیز پر سجدہ کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (۱۰)

۳۔ جیسا کہ پہلے بھی اشارہ ہوا ہے کہ صاحب ( الطبقات الكبرى ) کہتے ہیں: مسروق بن اجدع ( تابعی ) سفر میں ایک کھپرے کا ٹکڑا ساتھ رکھتے تھے تاکہ کشتی میں اس پر سجدہ کر سکیں۔ ( ۱۱ )

اس بنا پر شیعوں کا یہ طریقہ کہ ہمیشہ زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں (جو کھانے اور پہننے والی نہ ہو ) پر سجدہ کرنا اور پاک و پاکیزہ اور مقدس مٹی کو درگاہ خدا مینتدل و فروتنی کے لئے تمام چیزوں پر ترجیح دینا نہ فقط یہ کہ یہ شرک و غیرہ سے دور ہے بلکہ توحید اور خدا پرستی کے بالکل مطابق ہے اور اس کے مقابلہ میں جو بھی نظریات پائے جاتے ہیں وہ سب بے بنیاد اور بدعت ہیں۔ ان اقوال و نظریات کے باطل ہونے کے لئے مذکورہ دلیلوں کی روشنی میں سنت اور سیرت آنحضرت (ص) اور اقوال و سیرت صحابہ کرام و تابعین عظام اور اہل بیت اطہار (ع) کی عملی زندگی کافی ہے اور مندرجہ ذیل روایت اسکی بہترین گواہ ہے۔

حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ ، اپنی کتاب ( المصنف ) ج/ ۲ میں سعید بن مسیب و محمد بن سیرین سے نقل کرتے ہیں :کہ نماز ( طنفسہ) چادر پر پڑھنا نئی چیز بدعت ہے اور رسول خدا (ص) سے سند صحیح کے ساتھ روایت منقول ہے: کہ نئی چیز کا دین میں داخل کرنا بدترین چیز ہے ۔ اور ہر نئی چیز کا دین میں داخل کرنا بدعت ہے۔ ( ۱۲ )

- (۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۳ ، ۱۰۷ اور دوسری جگہ پر ص ۱۰۱ ۔ اور جلد ۲ ص ۸۱ پر نقل کرتے ہیں کہ : ”کنا اذا صلينا خلف رسول الله (ص) بالظهار، فسجدنا على ثيابنا اتقاء الحر“
- ” کنا نصلی مع النبی (ص) فی شدة الحر فاذا لم يستطع احدنا ان یمكن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجد علیه“
- (۲) سیرتنا و سنتنا ص/ ۳۱ بحوالہ مسلم۔ ”کنا اذا صلينا مع النبی (ص) فلم يستطع احدنا ان یمكن جبهته من الارض من شدة الحر طرح ثوبه ثم سجد علیه“
- (۳) سیرتنا و سنتنا ص/ ۱۳۱۔ ” کناصلی مع رسول الله فی شدة الحر فاذا لم يستطع احدنا ان یمكن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجد علیه“
- (۴) الفتح ج/ ۱ ص/ ۴۱۴ ۔ ” وفيه اشارة الى ان مباشرة الارض عن السجود هو الاصل لانه علق بعدم الاستطاعة“
- (۵) سیرتنا و سنتنا ، ص/ ۱۳۱ بحوالہ نیل الاوطار ۔ ” الحديث يدل على جواز السجود لانتقاء حر الارض ، وفيه اشارة الى ان مباشرة الارض عند السجود هي الأصل ، لتعليق بسط ثوب بعدم الاستطاعة“
- (۶) وسائل الشیخ ج/ ۳ ، کتاب الصلوة ، ابواب ما یسجد علیه ، باب ۴ ، حدیث ۱ ۔ ”قلمت لأبی عبد الله علیه السلام : ادخل المسجد فی اليوم الشدید الحر فاکره ان اصلی علی الحصى ، فأبسط ثوبی فأسجد علیه ؟ قال : نعم لیس به بأس“
- (۷) گذشتہ حوالہ، حدیث ۲۔ ” قلت للرضا علیه السلام : جعلت فداک ، الرجل یسجد علی کفه من اذى الحر و البرد ؟ قال: لا یسجد به“
- (۸) گذشتہ حوالہ، حدیث ۷۔ ” قلت لأبی جعفر علیه السلام : انا نکون بارض باردة یكون فیها الثلج افسجد علیه ؟ قال: لا ولكن اجعل بینک و بینہ شیئاً قطناً او کتاناً“
- (۹) فتح الباری ، ج/ ۱ ص/ ۴۱۰ و شرح الاحوذی ، ج/ ۱ ص/ ۲۷۲ ۔ ” عمر بن عبدالعزیز الخلیفة الاموی کان یکتفی بالخمرة، بل یضع علیها التراب ویسجد علیه“
- (۱۰) گذشتہ حوالہ ۔ ” روى عن عروه بن الزبير انه كان یکره الصلوة علی شیء دون الارض“
- (۱۱) الطبقات الكبرى ، ج/ ۶ ص/ ۷۹ طبع بیروت ، مسروق بن اجدع کے احوال میں ۔ ” کان مسروق اذا خرج یخرج بلینة یسجد علیها فی السفینة“
- (۱۲) سیرتنا و سنتنا ، ص/ ۱۳۴ : ” وقد اخرج الحافظ الكبير الثقة ابوبکر بن ابی شیبہ باسناده فی المصنف فی المجلد الثاني عن سعید بن المسیب و عن محمد بن سیرین : ان الصلوة علی الطنفسة محدث ، وقد صح عن رسول صلی الله علیه وآله وسلم قوله : ” شر الامور محدثاتها ، وكل محدثة بدعة“

شیعہ حضرات، رسول (ص) اور آل رسول (ع) کے اقوال کی اتباع اور ان کی سیرت کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں اور اسے مستحب جانتے ہیں۔

خاک کربلا پر سجدہ کرنے کی علت

یہاں پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ شیعہ دنیا کی ہر مٹی کو چھوڑ کر خاک کربلا پر کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ اور تمام مٹیوں پر خاک کربلا کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ یہ کیوں اپنی مسجدوں اور گھروں یا حالت سفر میں اس مٹی کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب سنت اور سیرت معصومین علیہم السلام کی روشنی میں دلیلوں کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ یہ بات واضح ہے کہ شیعہ پاک مٹی یا پتھر اور زمین پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، لیکن ان زمینوں میں بعض زمینیں شعائر و مقدسات الہی یا اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے خاص فضیلت اور برتری کی حامل ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مکرمہ جو اپنے دامن میں خانہ کعبہ لئے ہوئے ہے جو اللہ کا گھر اور پروردگار عالم کا حرم ہے اس لئے وہ فضیلت کا حامل ہے کہ کفار و مشرکین کو وہاں جانے سے منع کیا جاتا ہے۔ اس طرف (یثرب) مدینہ منورہ کی سرزمین حرم رسول (ص) اور احادیث کے مطابق مقدس و بافضیلت ہے۔

متعدد روایات کے مطابق ایسی ہی بافضیلت اور مقدس زمینوں میں ایک کربلا کی زمین بھی ہے، جو سبط رسول خدا (ص) حضرت حسین بن علی (ع) (اور آپ کے جائنثار دوستوں) کی شہادت کا مقام ہے۔

ہم یہاں پر کچھ معتبر احادیث کو جو فریقین (سنی اور شیعہ) کی کتابوں میں مذکور ہیں، نمونے کے طور پر بیان کرینگے تاکہ اس زمین مقدس کی پاکیزگی و شرافت اور منزلت روشن ہو جائے۔

ابن حجر بیہمی نے صواعق محرقہ میں اس طرح روایت کی ہے کہ امام حسین (ع) حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں تشریف لائے آنحضرت (ص) نے ان کے بوسہ لینے لگے ایک فرشتہ نے (جو آپ کی خدمت میں موجود تھا) آپ (ص) سے سوال کیا، کیا آپ حسین (ع) کو چاہتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں، اس فرشتہ نے کہا: آپ کی امت اس کو شہید کر دے گی، اگر کہیں تو میں اس مقام کی آپ کو زیارت کرا دوں جہاں وہ شہید ہوگا، اس کے بعد تھوڑی سی سرخ رنگ کی خاک آپ کی خدمت میں پیش کی ام سلمہ نے اس مٹی کو لے کر دامن میں رکھ لیا ”ثابت“ کہتے ہیں اس سر زمین کو کربلا کہتے ہیں۔

اور دوسری حدیث میں وارد ہے: کہ آنحضرت (ص) نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا: اس مٹی سے (کرب و بلا) غم و اندوہ کی بو آتی ہے۔ (۱)

ابن سعد نے شعبی سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے، حضرت علی بن ابی طالب، صفین جاتے ہوئے کربلا سے گذر رہے تھے نینوا (جو ساحل فرات پر ایک دیہات ہے) پر پہنچ کر رک گئے۔ اور اس سر زمین کا نام پوچھنے لگے۔ تو حضرت (ع) کے اس سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ امیر المومنین (ع) رونے لگے اور اس قدر رونے کہ وہ زمین آپ کے اشک سے تر ہو گئی اس وقت فرمایا میں ایک دن آنحضرت (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آنحضرت (ص) گریہ کر رہے تھے، میں نے پوچھا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا تھوڑی دیر پہلے جبرئیل میرے پاس تھے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ آپ کا حسین (ع) فرات کے کنارے ”کربلا“ نامی جگہ پر شہید کر دیا جائے گا۔ اس وقت جبرئیل نے ایک مٹھی خاک مجھے سونگھنے کے لئے دی۔ میں اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا۔ (۲)

ابن حجر دوسری جگہ پر اس طرح بیان کرتا ہے: (جبرئیل نے پیغمبر اسلام (ص) کو یہ خبر دی کہ آپ کی امت اس کو قتل کر ڈالے گی آنحضرت (ص) نے فرمایا میرے فرزند کو؟ جبرئیل نے جواب دیا، ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ سر زمین کو دکھاؤں کہ جہاں پر وہ قتل کیا جائیگا، پس انہوں نے عراق کی سرزمین ”طف“ (جسکا دوسرا نام کربلا ہے) کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے سرخ رنگ کی مٹی اٹھا کر حضرت (ص) کو دکھائی اور کہا یہ اس جگہ کی مٹی ہے جہاں وہ شہید کیا جائے گا۔ (۳)

اس موضوع پر شیعہ و سنی کتابوں میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں! مزید معلومات کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعہ فرمائیں، کنز العمال، ج/۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱ و الخصائص (سیوطی)، ج/۲، ص/۱۲۵ و مناقب ابن مغزالی و بحار الانوار، ج/۴۴ و المعجم الکبیر (طبرانی)، ص/۱۴۴ و العقد الفرید، ج/۲ و الصواعق المحرقة اور بہت سی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے۔

اس طرح کی روایتیں بہت ساری کتابوں میں جیسے صحاح و مسانید اہل سنت میں وارد ہوئی ہیں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سر زمین کربلا رسول خدا (ص) اور معصومین علیہم السلام اور اسلامی محدثین کی نگاہوں میں مقدس مقام اور قابل

احترام ہے۔ اور یہ پاک تربت خ ایک خاص فضیلت و برتری کی حامل ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کربلا کی مٹی کو سونگھ کر اس مقدس تربت پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے تھے: ”طوبیٰ لک من تربتہ۔ (۴) خوشبحال اس مٹی کا۔ دوسری طرف یہ واضح و روشن ہے کہ سجدہ تمام پاک مٹیوں اور پتھروں اور زمینوں پر جائز ہے۔ تو وہ زمین جو ظاہری طہارت و ، جس پر سجدہ کرنا یقیناً تمام زمینوں سے بہتر و شائستہ تر ہے۔

مذکورہ دونوں مقدموں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مقدس زمینوں جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور سر زمین کربلا ( کہ جس کی طہارت و قداس کو ثابت کیا گیا ہے۔) پر سجدہ کرنا دوسری زمینوں پر سجدہ کرنے سے بیحد افضل ہے کیونکہ یہ سر زمین یا تو اسلام کی مقدس سر زمینیں ہیں یا خداوند عالم کے اولیاء اور اس کی بارگاہ کے مقرب بندوں سے منسوب ہیں اور انہی کی فضیلت و منزلت کی بنا پر ان زمینوں کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

۲۔ دوسری دلیل : جو ہم یہاں بیان کرنا چاہیں گے وہ ائمہ طاہرین (ع) کی احادیث ہیں جن کی حجیت و حقانیت سنت رسول خدا (ص) کی روشنی میں پچھلی بحثوں سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت (ص) نے لوگوں کو اہل بیت (ع) کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے اقوال کو قرآن مجید کی طرح حجت و معتبر قرار دیا ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ میں مرقوم ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس دیباچ کے زرد رنگ کپڑے کی تھیلی تھی۔ جس میں آپ خاک کربلا رکھتے تھے۔ اور نماز کے وقت مصلے پر پھیلا کر اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (۵)

۲۔ اور اسی کتاب میں یہ بھی روایت موجود ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خاک کربلا کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے، اور یہ فقط خدا کی بارگاہ میں تذلل و فروتنی و انکساری کی وجہ سے تھا۔ (۶)

یہاں دو نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

(الف) اہل بیت طاہرین (ع) کا خاک کربلا پر سجدہ کرنا۔ یا سجدہ کا حکم دینا اس کے مستحب ہونے کی بنا پر ہے اور تمام علماء و فقہاء اس مسئلہ پر اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ تربت کربلا پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں، اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔

(ب) اہل بیت طاہرین (ع) اس لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے تھے کہ حضرت امام حسین (ع) کلمہ توحید کی بلندی اور دین خدا کی ترویج کے لئے شہادت کا نذرانہ پیش کیا۔ لہذا وہ خداوند عالم کی عنایت و اور اس کی مرضی کے خاص حقدار قرار پائے اس لئے فقہاء اور علماء شیعہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو محبت خدا اور اسکی خوشنودی کا سبب جانتے ہیں، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ فروتنی و انکساری کی حالت میں زیادہ سے زیادہ خدا کی خوشنودی کر سکیں جیسا کہ ہم نے دوسری حدیث میں دیکھا کہ امام صادق علیہ السلام درگاہ خدا میں اظہار فروتنی و انکساری کے لئے ہمیشہ خاک کربلا پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

گذشتہ بیان کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ پیغمبر (ص) و ائمہ معصومین (ع) جو حدیث ثقلین کے مطابق قرآن مجید کے مساوی و برابر ہیں انکی سیرت کے مطابق خاک کربلا پر سجدہ کرنا بہترین اور بافضیلت ترین عبادت ہے، اور کیونکہ شیعہ اہل بیت (ع) کی سیرت و سنت پر واقعاً عمل کرنے والے ہیں لہذا وہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو مستحب جانتے ہیں، اور نماز میں اپنی پیشانی کو سجدہ معبود میں رکھنے کے لئے خاک کربلا کو دوسری تمام چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس طرح نہایت خضوع و خشوع و ذلت و فروتنی کے ساتھ اس کی درگاہ میں حاضر ہو کر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

۳۔ توحید کے مقدس نظام کی حمایت اور اسلام جب بنی امیہ کے ہاتھوں طوفان بدعت تحریف کے سیلاب میں غرق ہو رہا تھا تو اس وقت امام حسین بن علی علیہ السلام اپنے باوفا اعوان و انصار کے ساتھ اس کی حفاظت کے لئے میدان میں آگئے۔ اور اسلام کی بقاء اور رضائے خداوند عالم کے حصول کے لئے اپنی شہادت کا جام نوش فرمانے پر رضامند ہو گئے ( آپ نے اسلام کو سیراب کر دیا اگرچہ خود پیاسے شہید ہو گئے) لہذا ان کی یاد تازہ رکھنا۔ اور ان کے آثار کو حفاظت کرنا شریعت اسلام کی حفاظت کرنے کے مترادف ہے، امام حسین (ع) مدینہ سے نکلنے کا مقصد اس طرح بیان کرتے ہیں، ”مینبلا وجہ اور بدون ہدف نہیں نکلا۔ اور نہ ہی فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے روانہ ہوا ہوں۔ بلکہ میں نکلا ہوں تاکہ اپنے جد رسول خدا (ص) کی امت کی اصلاح کروناور نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ اور اپنے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضیٰ (ع) کی سیرت کو زندہ کروں۔“ (۷)

اے کاش! مسلمان خدا کے لئے سجدہ میں خاک کربلا کی عظمت کو بروئے کار لاتے ہوئے نماز میں اپنی پیشانی کو اس مقدس مٹی پر رکھے کہ جس میں اولیاء اللہ نے دین اسلام کی سر بلندی اور کلمہ لالہ الا اللہ کی برتری کے لئے اپنی جان،

مال، اولاد، انصار اور اصحاب حتیٰ اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

اس خاک مقدس پر سجدہ کرنے سے آزادی و شرافت اور دین اسلام و قرآن کی حفاظت کا درس ملتا ہے۔ اس بنا پر خاک کربلا پر سجدہ کرنا نہ فقط توحید کے دائرہ سے باہر نہیں نکالتا بلکہ یہ دین اسلام کی مخلصانہ حفاظت اور اللہ کی عبادت کا سبق دیتا ہے، اور مسلمانوں کو بصیرت و آگاہی کی روشنی میں نئے جذبات کے ساتھ فدا کاری و جانبازی اور اسلام و قرآن اور عبادت کردگار کی حفاظت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

مذکورہ بحثوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شیعوں کا مٹی اور خاک کربلا پر سجدہ کرنا، پیغمبر (ص) کی سنت و سیرت اور اہل بیت کی سیرت عقل سلیم کے مطابق ایک شرعی و منطقی امر ہے، اور توحید پروردگار کے عین مطابق ہے۔ آیت اللہ علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بہترین کتاب ”سیرتنا و سنتنا“ میں فرماتے ہیں: وہ مٹی جس پر سجدہ کرنا جو خدا سے تقرب کا باعث اور اس کی رضا کے حصول کا سبب۔ خضوع و بندگی کے لئے مناسب۔ اور دین خدا اور مقدسات اور حریم اسلام کے تحفظ کا ضامن ہو تو کیا ایسا سجدہ مناسب نہیں ہے؟ جو زمین رموز کردگار کی عظمت کا گہوارہ ہو۔ اپنے اندر حکمت الہی کو سمیٹے ہو۔ اور خدا وند عالم کے سامنے فروتنی کے عظیم اسرار کا مرکز ہو۔ تو کیا ایسی زمین پر سجدہ، اللہ کی عبادت کے لئے اولیٰ تر نہیں ہے؟

کیا ہمارے لئے بہتر نہیں ہے کہ ایسی زمین پر سجدہ کریں جو توحید کی پرچم دار اور اس کی راہ میں فدا کاری سکھاتی ہو؟ کیا ہم ایسی زمین پر سجدہ نہ کریں جو ہمیں مہربانی و رحم دلی و الفت و محبت و شفقت و عطوفت کی طرف دعوت دیتی ہے؟ (۸) اسی طرح دوسرے شیعہ عالم دین علامہ کا شف الغطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیعہ کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل اور مستحب جانتے ہیں شاید اس کا راز یہ ہو کہ مذکورہ دلائل اور وہ روایتیں جو کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل قرار دیتی ہیں۔ نطافت و پاکیزگی میندنیہ کی ساری زمینوں کے مقابلہ کربلا کی زمین زیادہ پاک و پاکیزہ ہے۔ اور ان بلند ہدف و مقصد کے پیش نظر بھی اسی مٹی پر سجدہ کرنا کیونکہ جب انسان نماز میں اپنی پیشانی کو خاک کربلا پر رکھتا ہے تو اس کے ذہن میں ظلم و ستم کے مقابل کھڑے ہونے کی جرأت، دین اسلام کی حفاظت کا جذبہ، اور اس عظیم امام اور ان کے اصحاب و انصار کی قربانی و فداکاری کا تصور ذہن میں گردش کرتا ہے۔ (۹)

خاک کربلا اور اس سے برکت حاصل کرنا

یہاں پر ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: خاک کربلا پر سجدہ کرنا اس کی افضلیت و برتری کے سبب مستحب قرار دینا اس سے برکت حاصل کرنا نہیں ہے اور اس کو تبرک و شفاء کے لئے پاس میں رکھنا اور چومنا وغیرہ صحیح ہے؟ یا اولیاء اللہ کے باقی ماندہ آثار کو بوسہ دینا ان کا احترام کرنا توحید پروردگار کے مطابق ہے؟ اس سوال کے جواب کو ہم اولیاء اللہ اور رہبران اسلام و محبان خدا سے برکت کے تذکرہ کے ضمن میں بیان کر رہے ہیں آثار اولیائے خدا، یا شعائر الہی کو تبرکاً و تیمناً چومنا اور مس کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کی شبیہ کو آنحضرت (ص)، اور آپ کے اصحاب کرام کے درمیان دیکھا جا سکتا ہے۔ نہ فقط رسول خدا (ص) اور آپ کے اصحاب نے ایسا کیا ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء نے بھی اس کو جامہ عمل پہنایا ہے۔

مسئلہ یہ باقی رہتا ہے کہ اس کی شرعی حالت و نوعیت کیا ہے؟ تو ہم اس کا جواب خود قرآن مجید سے پیش کر رہے ہیں۔ ۱۔ ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ جب جناب یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں سے درگزر کرنے کے بعد ان سے اپنا تعارف کرایا اور یہ فرمایا: میرے اس کپڑے کو لے جا کر میرے والد کے چہرے پر مس کر دو تاکہ ”ان کی گئی ہوئی بصارت واپس آجائے“ اس کے بعد قرآن کہتا ہے ”اس وقت جب بشارت دینے والے نے جناب یعقوب (ع) کے چہرے پر قمیص کو مس کیا پس بینائی واپس آگئی“ (۱۰)

یہ کلام پاک اس بات پر گواہ ہے کہ جناب یعقوب (ع) نے حضرت یوسف (ع) کے پیراہن سے تبرک و برکت اور شفاء حاصل کی یعنی جناب یوسف (ع) کی قمیص ان کے والد کی بینائی لوٹانے کا سبب ہوئی چہرہ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے دونوں نبیوں نے دائرہ توحید سے تجاوز کیا؟!

۲۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) خانہ کعبہ کے طواف کے وقت حجر اسود کو چومتے یا مس کرتے تھے۔ بخاری اپنی صحیح میں کہتے ہیں: ایک شخص نے عبد اللہ بن عمر سے حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا: ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَسْتَلِمُهُ، وَ يُقْبِلُهُ“ (۱۱)

میں نے آنحضرت (ص) اسے چھوتے اور چومتے دیکھا ہے۔ اگر اس پتھر کا چومنا یا اس کو مس کرنا شرک کا باعث ہوتا تو آنحضرت (ص) اس کام کو ہرگز انجام نہ دیتے!

۳۔ صحاح و مسانید اور خود تاریخی کتابوں کے درمیان کثرت یہ سے یہ حدیثیں موجود ہیں۔ کہ اصحاب پیغمبر (ص) تبرک

کے لئے نبی اکرم (ص) سے متعلق بعض چیزوں کو جیسے آپ (ص) کے وضو کا پانی، لباس، پانی کے برتن وغیرہ کو اپنے پاس رکھتے، چومتے اور آنکھوں پر لگاتے تھے، لہذا اس کے غیر شرعی ہونے کے بارے میں معمولی شبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ یہ کام اصحاب کے درمیان رائج اور پسندیدہ تھا جیسا کہ ہم کثرت سے ایسی روایات دیکھتے ہیں جو اصحاب کی پسندیدگی کے اوپر دلالت کرتی ہیں۔ اور بطور مثال پیش خدمت ہیں:

(الف) بخاری اپنی صحیح میں طویل روایت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں: ”وَإِذَا تَوَضَّأُوا يَتَّقِلُونَ عَلَىٰ وَضُوئِهِ.“  
جب بھی حضرت (ص) وضو کرتے تھے تو نزدیک ہوتا تھا کہ مسلمان (وضو کا پانی لینے کے لئے) آپس میں جنگ کرنے لگیں گے۔ (۱۲)

(ب) ”إِنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يُوتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرُكُ عَلَيْهِمْ“ نبی اکرم (ص) کے پاس بچوں کو لایا جاتا اور حضرت برکت کے لئے ان پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے تھے۔ (۱۳)

(ج) محمد طاہر مکی تحریر کرتے ہیں: ام ثابت کہتی ہیں: انحضرت (ص) ہمارے گھر تشریف لائے اور کھڑے کھڑے لٹکی ہوئی مشک میں منہ لگا کر پانی پی لیا تو میں اٹھی اور مشک کا دہانہ کاٹ دیا۔

اس سے آگے اور کہتے ہیں: کہ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے: اور کہا ہے یہ حدیث صحیح و حسن ہے اور ریاض الصالحین میں شارح حدیث نے اس حدیث کی تشریح یوں بیان کی ہے: ام ثابت نے مشک کا دہانہ کاٹ کر (بطور تبرک) اپنے پاس رکھا اور اسے برکت حاصل کرتی تھیں۔ اسی طرح صحابہ کا طریقہ تھا کہ جہاں حضرت (ص) نے منہ لگا کر پانی پیا ہو وہ بھی تبرک کے لئے وہاں سے پانی پیتے تھے۔ (۱۴) (د) ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِذَا صَلَّى الْعَدَّةَ جَاءَ خَدْمُ الْمَدِينَةِ بِإِنِّيْتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يُوتِي بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرَبَّمَا جَاوَوْهُ فِي الْعَدَّةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمَسُ يَدَهُ فِيهَا“ (۱۵)

۸ مزید آگاہی کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ (۱) صحیح بخاری، کتاب اشربة۔ (۲) موطأ مالک، ج/۱، ص/۱۳۸۔ (۳) اسد الغابۃ، ج/۵، ص/۹۰۔ (۴) مسند احمد، ج/۴، ص/۳۲۔ (۵) الاستیعاب، در حاشیۃ (الاصابة) ج/۳، ص/۶۳۱۔ (۶) فتح الباری، ج/۱، ص/۲۸۱، ۲۸۲۔ ”مدینہ کے خدام نماز صبح کے وقت پانی سے بھرے برتنوں کو لاتے حضرت (ص) ہر ایک برتن میں اپنے مبارک ہاتھ کو ڈال دیتے تھے یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں بھی وہ حضرت کے پاس برتن لاتے تھے اور حضرت (ع) اپنا ہاتھ ان میں ڈبوتے تھے“ ان تمام دلائل کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ کے آثار (انکی متعلقہ چیزوں وغیرہ) سے برکت حاصل کرنا اصحاب کی سیرت ہے پس جو لوگ شیعوں کو اس کام کے کرنے پر مشرک اور دو خدا کی عبادت کرنے کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک توحید اور شرک کی صحیح حلاجی نہیں ہوئی ہے۔

شرک اسے کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی خدا قرار دیدیں، یا خدا کے کام کو اس کی طرف اس طریقہ سے نسبت دیں کہ وہ اپنے اصل وجود میں مستقل ہے یا وہ کسی چیز کو وجود میں لانے والا ہے یا وہ خدا سے بے نیاز ہے۔

جب کہ شیعہ حضرات اولیاء اللہ کے آثار کو خدا کی مخلوق اور اس کی پیدا کی ہوئی چیز سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ چیزیں اپنے وجود اور اپنی پیدا نش میں خدا کی محتاج ہیں، شیعہ اہل بیت اطہار (ع) سے بے حد محبت اور مودت کی وجہ سے ان کے باقی ماندہ آثار و تبرکات کا احترام کرتے ہیں۔ اگر شیعہ، رسول (ص) اور آل رسول (ص) کے حرم اور ان کی ضریح کو چومتے اور چھوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود رسول (ص) اور ان کے اہل بیت (ع) سے محبت کرتے ہیں اور یہ ایک فطری مسئلہ ہے کہ انسان جس چیز کو پسند کرتا ہے اس سے متعلق چیزوں کو بھی خود بخود دوست رکھنے لگتا ہے۔  
شاعر کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار سلمیٰ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار  
وما حب الدیار شغفن قلبی ولكن حب من سكن الدیار

میری محبوبہ سلمیٰ کے محلہ سے گذرتا ہوں تو اس دیوار۔ اور اس دیوار کو چومتا ہوں خود وہ محلہ مجھے خوش نہیں کرتا، بلکہ جو اس محلہ میں مقیم ہے اس کی محبت مجھے وجد و سرور میں لاتی ہے۔ اسی بنا پر سے خاک کربلا پر سجدہ کرنا، اسے تبرک کے لئے اپنے پاس رکھنا اور چومنا یہ سب اس لئے ہے کہ فرزند رسول خدا (ص) اور آپ کے انصار و اصحاب نے اس زمین پر (اسلام کے لئے) جام شہادت نوش فرمایا ہے۔  
یہ لوگ اللہ کے نیک بندے اور محبوب خدا تھے۔ لہذا ان کے تذکرہ کو باقی رکھنا اس کا احترام و تکریم کرنا شعائر الہی اور

قرآن کریم کو زندہ رکھنا اور ان کے احترام کے مترادف ہے۔ اور قرآن مجید شعائر اللہ کی عزت کرنے والوں کی یوں توصیف کرتا ہے: < وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ > (۱۶)  
 ”اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا اس کے دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔“

تمت بالخیر

- (۱) الصواعق المحرقة ، ص/ ۱۹۲ : ”...اذ دخل الحسين (ع) فاقتم فوثب على رسول الله (ص) فجعل رسول الله (ص) يلثمه و يقبله ، فقال له الملك : أتجبه ؟ قال : نعم ، قال : ان امتك ستقتله وان شئت اريك المكان الذي يقبل به فأراه فجاء بسهولة او تراب أحمر ، فأخذته ام سلمة فجعلته في ثوبها . قال ثابت : كنا نقول انها كربلاء و اخرجه ايضا ابو حاتم في صحيحه وروى احمد نحوه وروى عبد بن حميد وابن احمد نحوه ايضا ... وزاد الثاني ايضا انه (ص) شمها وقال : ريح كرب و بلاء“
- (۲) الصواعق المحرقة ، ص/ ۱۹۳ . ”مر على ض بكر بلاء عند مسيره الى صفين وحاذى نينوى . قرية على الفرات . فوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقيل : كربلاء ، فيكى حتى بل الارض من دموعه ثم قال : دخلت على رسول الله (ص) وهو يبكي فقلت : ما يبكيك ؟ قال : كان عندى جبرئيل أنفأ وأخبرنى ان ولدى الحسين (ع) يقتل بشاطئى الفرات بموضع يقال له كربلاء ثم قبض جبرئيل قبضة من تراب شمنى اياه ، فلم املك عينى أن فاضنا“
- (۳) الصواعق المحرقة ، ص/ ۱۹۳ . ”... فقال جبرئيل : ستقتله امتك . فقال (ص) : ابني ؟ قال : نعم وان شئت اخبرتك الارض التي يقتل فيها فأشار جبرئيل بيده الى الطف بالعراق ، فأخذ منها تربة حمراء فأراه اياها وقال : هذه من تربة مصرعه“
- (۴) تعليقات احقاق الحق ، ج/ ۱۱ ص/ ۳۴۷ ، بحواله معجم الكبير ، و تهذيب التهذيب ، وكفاية الطالب ( گنجی شافعی ) و مقتل الحسين ( خوارزمی ) و غیر ہ .
- (۵) وسائل الشیعه ، ج/ ۳ ص/ ۶۰۸ . ”كان لابی عبد الله - جعفر بن محمد (ع) - خريطه من ديباج صفراء فيها من تربة ابي عبد الله (ع) فكان اذا حضرته الصلوة صبَّه على سجاده و سجد عليه“
- (۶) وسائل الشیعه ، ج/ ۳ ص/ ۶۰۸ . ”كان الصادق عليه السلام لا يسجد الا على تربة الحسين“ تذللأ لله و استكانة له“
- (۷) عوالم العلوم ج/ ۱۷ ص/ ۱۷۹ ، بحار الانوار ج/ ۴۴ ص/ ۳۲۹ . ”انى ما خرجت اشراً و لا بطراً و لا مفسداً و لا ظالماً و انما خرجت لطلب الاصلاح فى امة جدى اريد ان امر بالمعروف و انهى عن المنكر و اسير بسيرة جدى و ابي على ابن ابي طالب (ع)“
- (۸) سيرتنا و سنتنا ص ۱۴۱ . ”ليس اجدر بالتقرب الى الله و اقرب بالزلفى لديه و انسب بالخضوع و العبودية له تعالى امام حضرته وضع صفح الوجه و الجباه على تربة فى طيباروس الدفاع عن الله و مظاهر قدسه و مجلى التحامى عن ناموسه ناموس الاسلام المقدس“... ليس اليق باسرار السجدة على الارض السجود على تربة فيها سر المنعة و العظمة و الكبرياء و الجلال لله جل و على و رموز العبودية و التصاغر دون الله باجلى مظاهرها و سماتها؟“... ليس احق بالسجود تربة فيها بينات التوحيد و التفانى دونه ؟ تدعوا الى رقة القلب و رحمة الضمير و الشفقة و التعطف“
- (۹) الارض و التربة الحسينية : ”و لعل السر فى الزام الشيعة الامامية (استحبابا) بالسجود على التربة الحسينية-مضافا الى ماورد فى فضلها و مضافاً انها اسلم من حيث النظافة و النزاهة من السجود على سائر الاراضى و ما يطرح عليها من الفرش و البوارى و الحصر الملوثة و المملوثة غالباً من الغبار و الميكروبات الكامنة فيها مضافاً الى كل ذلك فلعله من جهة الاغراض العالية و المقاصد السامية ان يتذكر المصلى حين يضع جبهته على تلك التربة تضحية ذلك الامام نفسه و آل بيته و الصفوة من اصحابه فى سبيل العقيدة و المبدأ و تحطيم الجور و الفساد و الظلم و الاستبداد“
- (۱۰) سورة يوسف آية ۹۳ و ۹۶ .
- (۱۱) صحيح بخارى ، جزء ۲ ، كتاب الحج ، باب تقبيل الحجر ، ص/ ۱۵۱ - ۱۵۲ ط مصر .
- (۱۲) صحيح بخارى ، ج/ ۳ ، باب ما يجوز من الشروط فى الاسلام ، باب الشروط فى الجهاد و المصالحة ، ص/ ۱۹۵ .
- (۱۳) الاصابة ، ج/ ۱ ، خطبة كتاب ، ص/ ۷ ط مصر .
- (۱۴) تبرک الصحابة ، (محمد طاہر مکی) فصل اول ، ص/ ۲۹ ، ترجمہ انصارى .
- (۱۵) صحيح مسلم ، جزء ۷ ، كتاب الفضائل ، باب قرب النبى عليه السلام من الناس و تبرکهم به ، ص/ ۷۹ .
- (۱۶) سورة حج ، آية ۳۲ .

شیعہ حضرات، رسول (ص) اور آل رسول (ع) کے اقوال کی اتباع اور ان کی سیرت کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں اور اسے مستحب جانتے ہیں۔

خاک کربلا پر سجدہ کرنے کی علت

یہاں پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ شیعہ دنیا کی ہر مٹی کو چھوڑ کر خاک کربلا پر کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ اور تمام مٹیوں پر خاک کربلا کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ یہ کیوں اپنی مسجودوں اور گھروں یا حالت سفر میں اس مٹی کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب سنت اور سیرت معصومین علیہم السلام کی روشنی میں دلیلوں کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ یہ بات واضح ہے کہ شیعہ پاک مٹی یا پتھر اور زمین پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، لیکن ان زمینوں میں بعض زمینیں شعائر و مقدسات الہی یا اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے خاص فضیلت اور برتری کی حامل ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مکرمہ جو اپنے دامن میں خانہ کعبہ لئے ہوئے ہے جو اللہ کا گھر اور پروردگار عالم کا حرم ہے اس لئے وہ فضیلت کا حامل ہے کہ کفار و مشرکین کو وہاں جانے سے منع کیا جاتا ہے۔ اس طرف (پترب) مدینہ منورہ کی سرزمین حرم رسول (ص) اور احادیث کے مطابق مقدس و بافضیلت ہے۔

متعدد روایات کے مطابق ایسی ہی بافضیلت اور مقدس زمینوں میں ایک کربلا کی زمین بھی ہے، جو سبط رسول خدا (ص) حضرت حسین بن علی (ع) اور آپ کے جائنثار دوستوں کی شہادت کا مقام ہے۔

ہم یہاں پر کچھ معتبر احادیث کو جو فریقین (سنی اور شیعہ) کی کتابوں میں مذکور ہیں، نمونے کے طور پر بیان کرینگے تاکہ اس زمین مقدس کی پاکیزگی و شرافت اور منزلت روشن ہو جائے۔

ابن حجر بیہمی نے صواعق محرقہ میں اس طرح روایت کی ہے کہ امام حسین (ع) حضرت رسول خدا (ص) کی خدمت میں تشریف لائے آنحضرت (ص) نے ان کے بوسہ لینے لگے ایک فرشتہ نے (جو آپ کی خدمت میں موجود تھا) آپ (ص) سے سوال کیا، کیا آپ حسین (ع) کو چاہتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں، اس فرشتہ نے کہا: آپ کی امت اس کو شہید کر دے گی، اگر کہیں تو میں اس مقام کی آپ کو زیارت کراؤں جہاں وہ شہید ہوگا، اس کے بعد تھوڑی سی سرخ رنگ کی خاک آپ کی خدمت میں پیش کی ام سلمہ نے اس مٹی کو لے کر دامن میں رکھ لیا "ثابت" کہتے ہیں اس سر زمین کو کربلا کہتے ہیں۔

اور دوسری حدیث میں وارد ہے: کہ آنحضرت (ص) نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا: اس مٹی سے (کرب و بلا) غم و اندوہ کی بو آتی ہے۔ (۱)

ابن سعد نے شعبی سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے، حضرت علی بن ابی طالب، صفین جاتے ہوئے کربلا سے گذر رہے تھے نینوا (جو ساحل فرات پر ایک دیہات ہے) پر پہنچ کر رک گئے۔ اور اس سر زمین کا نام پوچھنے لگے۔ تو حضرت (ع) کے اس سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ امیر المومنین (ع) رونے لگے اور اس قدر رونے کہ وہ زمین آپ کے اشک سے تر ہو گئی اس وقت فرمایا میں ایک دن آنحضرت (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آنحضرت (ص) گریہ کر رہے تھے، میں نے پوچھا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا تھوڑی دیر پہلے جبرئیل میرے پاس تھے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ آپ کا حسین (ع) فرات کے کنارے "کربلا" نامی جگہ پر شہید کر دیا جائے گا۔ اس وقت جبرئیل نے ایک مٹھی خاک مجھے سونگھنے کے لئے دی۔ میں اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا۔ (۲)

ابن حجر دوسری جگہ پر اس طرح بیان کرتا ہے: (جبرئیل نے پیغمبر اسلام (ص) کو یہ خبر دی کہ آپ کی امت اس کو قتل کر ڈالے گی آنحضرت (ص) نے فرمایا میرے فرزند کو؟ جبرئیل نے جواب دیا، ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ سر زمین کو دکھاؤں کہ جہاں پر وہ قتل کیا جائیگا، پس انہوں نے عراق کی سرزمین "طف" (جسکا دوسرا نام کربلا ہے) کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے سرخ رنگ کی مٹی اٹھا کر حضرت (ص) کو دکھائی اور کہا یہ اس جگہ کی مٹی ہے جہاں وہ شہید کیا جائے گا۔ (۳)

اس موضوع پر شیعہ و سنی کتابوں میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں! مزید معلومات کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعہ

فرمائیں ، کنز العمال ، ج/۱۳ ، ۱۱۲ ، ۱۱۱ و الخصائص (سیوطی) ، ج/۲ ص/ ۱۲۵ و مناقب ابن مغزلی و بحار الانوار ، ج/۴۴ و المعجم الکبیر (طبرانی) ، ص/ ۱۴۴ و العقد الفرید ، ج/۲ و الصواعق المحرقة اور بہت سی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے ۔

اس طرح کی روایتیں بہت ساری کتابوں میں جیسے صحاح و مسانید اہل سنت میں وارد ہوئی ہیں ، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سر زمین کربلا رسول خدا (ص) اور معصومین علیہم السلام اور اسلامی محدثین کی نگاہوں میں مقدس مقام اور قابل احترام ہے۔ اور یہ پاک تربت خ ایک خاص فضیلت و برتری کی حامل ہے ۔

بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کربلا کی مٹی کو سونگھ کر اس مقدس تربت پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے تھے: ”طوبیٰ لک من تربتہ۔ (۴) خوشبحال اس مٹی کا ۔

دوسری طرف یہ واضح و روشن ہے کہ سجدہ تمام پاک مٹیوں اور پتھروں اور زمینوں پر جائز ہے ۔ تو وہ زمین جو ظاہری طہارت و ، جس پر سجدہ کرنا یقیناً تمام زمینوں سے بہتر و شائستہ تر ہے ۔

مذکورہ دونوں مقدموں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مقدس زمینوں جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور سر زمین کربلا ( کہ جس کی طہارت و قداست کو ثابت کیا گیا ہے۔) پر سجدہ کرنا دوسری زمینوں پر سجدہ کرنے سے بیحد افضل ہے کیونکہ یہ سر زمین یا تو اسلام کی مقدس سر زمینیں ہیں یا خداوند عالم کے اولیاء اور اس کی بارگاہ کے مقرب بندوں سے منسوب ہیں اور انہی کی فضیلت و منزلت کی بنا پر ان زمینوں کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے ۔

۲۔ دوسری دلیل : جو ہم یہاں بیان کرنا چاہیں گے وہ ائمہ طاہرین (ع) کی احادیث ہیں جن کی حجیت و حقانیت سنت رسول خدا (ص) کی روشنی میں پچھلی بحثوں سے ثابت ہو چکی ہے ۔ اس لئے کہ آنحضرت (ص) نے لوگوں کو اہل بیت (ع) کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے اقوال کو قرآن مجید کی طرح حجت و معتبر قرار دیا ہے ۔

۱۔ وسائل الشیعہ میں مرقوم ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس دیباج کے زرد رنگ کپڑے کی تھیلی تھی۔ جس میں آپ خاک کربلا رکھتے تھے ۔ اور نماز کے وقت مصلے پر پھیلا کر اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے ۔ (۵)

۲۔ اور اسی کتاب میں یہ بھی روایت موجود ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خاک کربلا کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے ، اور یہ فقط خدا کی بارگاہ میں تذلل و فروتنی و انکساری کی وجہ سے تھا ۔ (۶)

یہاں دو نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے ۔

(الف) اہل بیت طاہرین (ع) کا خاک کربلا پر سجدہ کرنا۔ یا سجدہ کا حکم دینا اس کے مستحب ہونے کی بنا پر ہے اور تمام علماء و فقہاء اس مسئلہ پر اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ تربت کربلا پر سجدہ کرنا مستحب ہے ۔ واجب نہیں ، اور اس کی بڑی فضیلت ہے ۔

(ب) اہل بیت طاہرین (ع) اس لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے تھے کہ حضرت امام حسین (ع) کلمہ توحید کی بلندی اور دین خدا کی ترویج کے لئے شہادت کا نذرانہ پیش کیا۔ لہذا وہ خداوند عالم کی عنایت و اور اس کی مرضی کے خاص حقدار قرار پائے اس لئے فقہاء اور علماء شیعہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو محبت خدا اور اسکی خوشنودی کا سبب جانتے ہیں ، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ فروتنی و انکساری کی حالت میں زیادہ سے زیادہ خدا کی خوشنودی کر سکیں جیسا کہ ہم نے دوسری حدیث میں دیکھا کہ امام صادق علیہ السلام درگاہ خدا میں اظہار فروتنی و انکساری کے لئے ہمیشہ خاک کربلا پر سجدہ کیا کرتے تھے ۔

گذشتہ بیان کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ پیغمبر (ص) و ائمہ معصومین (ع) جو حدیث ثقلین کے مطابق قرآن مجید کے مساوی و برابر ہیں انکی سیرت کے مطابق خاک کربلا پر سجدہ کرنا بہترین اور بافضیلت ترین عبادت ہے ، اور کیونکہ شیعہ اہل بیت (ع) کی سیرت و سنت پر واقعاً عمل کرنے والے ہیں لہذا وہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو مستحب جانتے ہیں ، اور نماز میں اپنی پیشانی کو سجدہ معبود میں رکھنے کے لئے خاک کربلا کو دوسری تمام چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس طرح نہایت خضوع و خشوع و ذلت و فروتنی کے ساتھ اس کی درگاہ میں حاضر ہو کر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں ۔

۳۔ توحید کے مقدس نظام کی حمایت اور اسلام جب بنی امیہ کے ہاتھوں طوفان بدعت تحریف کے سیلاب میں غرق ہو رہا تھا تو اس وقت امام حسین بن علی علیہ السلام اپنے باوفا اعوان و انصار کے ساتھ اس کی حفاظت کے لئے میدان میں آگئے۔ اور اسلام کی بقاء اور رضائے خداوند عالم کے حصول کے لئے اپنی شہادت کا جام نوش فرمانے پر رضامند ہو گئے ( آپ نے اسلام کو سیراب کر دیا اگرچہ خود پیاسے شہید ہو گئے ) لہذا ان کی یاد تازہ رکھنا ۔ اور ان کے آثار کو حفاظت کرنا شریعت اسلام کی حفاظت کرنے کے مترادف ہے ، امام حسین (ع) مدینہ سے نکلنے کا مقصد اس طرح بیان کرتے ہیں ،

”میں بلاوجہ اور بدون ہدف نہیں نکلا۔ اور نہ ہی فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے روانہ ہوا ہوں۔ بلکہ میں نکلا ہوں تاکہ اپنے جد رسول خدا (ص) کی امت کی اصلاح کروناور نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ اور اپنے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضیٰ (ع) کی سیرت کو زندہ کروں۔“ (۷)

اے کاش! مسلمان خدا کے لئے سجدہ میں خاک کربلا کی عظمت کو بروئے کار لاتے ہوئے نماز میں اپنی پیشانی کو اس مقدس مٹی پر رکھے کہ جس میں اولیاء اللہ نے دین اسلام کی سر بلندی اور کلمہ لاله الا اللہ کی برتری کے لئے اپنی جان، مال، اولاد، انصار اور اصحاب حتیٰ اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

اس خاک مقدس پر سجدہ کرنے سے آزادی و شرافت اور دین اسلام و قرآن کی حفاظت کا درس ملتا ہے۔ اس بنا پر خاک کربلا پر سجدہ کرنا نہ فقط توحید کے دائرہ سے باہر نہیں نکالتا بلکہ یہ دین اسلام کی مخلصانہ حفاظت اور اللہ کی عبادت کا سبق دیتا ہے، اور مسلمانوں کو بصیرت و آگاہی کی روشنی میں نئے جذبات کے ساتھ فدا کاری و جانبازی اور اسلام و قرآن اور عبادت کردگار کی حفاظت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

مذکورہ بحثوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شیعوں کا مٹی اور خاک کربلا پر سجدہ کرنا، پیغمبر (ص) کی سنت و سیرت اور اہل بیت کی سیرت عقل سلیم کے مطابق ایک شرعی و منطقی امر ہے، اور توحید پروردگار کے عین مطابق ہے۔ آیت اللہ علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بہترین کتاب ”سیرتنا و سنتنا“ میں فرماتے ہیں: وہ مٹی جس پر سجدہ کرنا جو خدا سے تقرب کا باعث۔ اور اس کی رضا کے حصول کا سبب۔ خضوع و بندگی کے لئے مناسب۔ اور دین خدا اور مقدسات اور حریم اسلام کے تحفظ کا ضامن ہو تو کیا ایسا سجدہ مناسب نہیں ہے؟ جو زمین رموز کردگار کی عظمت کا گہوارہ ہو۔ اپنے اندر حکمت الہی کو سمیٹے ہو۔ اور خدا وند عالم کے سامنے فروتنی کے عظیم اسرار کا مرکز ہو۔ تو کیا ایسی زمین پر سجدہ، اللہ کی عبادت کے لئے اولیٰ تر نہیں ہے؟

کیا ہمارے لئے بہتر نہیں ہے کہ ایسی زمین پر سجدہ کریں جو توحید کی پرچم دار اور اس کی راہ میں فدا کاری سکھاتی ہو؟ کیا ہم ایسی زمین پر سجدہ نہ کریں جو ہمیں مہربانی و رحم دلی و الفت و محبت و شفقت و عطا کی طرف دعوت دیتی ہے؟ (۸) اسی طرح دوسرے شیعہ عالم دین علامہ کا شف الغطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیعہ کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل اور مستحب جانتے ہیں شاید اس کا راز یہ ہو کہ مذکورہ دلائل اور وہ روایتیں جو کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل قرار دیتی ہیں۔ نفاقت و پاکیزگی میندنیہ کی ساری زمینوں کے مقابلہ کربلا کی زمین زیادہ پاک و پاکیزہ ہے۔ اور ان بلند ہدف و مقصد کے پیش نظر بھی اسی مٹی پر سجدہ کرنا کیونکہ جب انسان نماز میں اپنی پیشانی کو خاک کربلا پر رکھتا ہے تو اس کے ذہن میں ظلم و ستم کے مقابل کھڑے ہونے کی جرأت، دین اسلام کی حفاظت کا جذبہ، اور اس عظیم امام اور ان کے اصحاب و انصار کی قربانی و فداکاری کا تصور ذہن میں گردش کرتا ہے۔ (۹)

خاک کربلا اور اس سے برکت حاصل کرنا

یہاں پر ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: خاک کربلا پر سجدہ کرنا اس کی افضلیت و برتری کے سبب مستحب قرار دینا اس سے برکت حاصل کرنا نہیں ہے اور اس کو تبرک و شفاء کے لئے پاس میں رکھنا اور چومنا وغیرہ صحیح ہے؟ یا اولیاء اللہ کے باقی ماندہ آثار کو بوسہ دینا ان کا احترام کرنا توحید پروردگار کے مطابق ہے؟ اس سوال کے جواب کو ہم اولیاء اللہ اور رہبران اسلام و محبان خدا سے برکت کے تذکرہ کے ضمن میں بیان کر رہے ہیں آثار اولیائے خدا، یا شعائر الہی کو تبرکاً و تیمناً چومنا اور مس کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کی شبیہ کو آنحضرت (ص)، اور آپ کے اصحاب کرام کے درمیان دیکھا جا سکتا ہے۔ نہ فقط رسول خدا (ص) اور آپ کے اصحاب نے ایسا کیا ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء نے بھی اس کو جامہ عمل پہنایا ہے۔

مسئلہ یہ باقی رہتا ہے کہ اس کی شرعی حالت و نوعیت کیا ہے؟ تو ہم اس کا جواب خود قرآن مجید سے پیش کر رہے ہیں۔ ۱۔ ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ جب جناب یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں سے درگزر کرنے کے بعد ان سے اپنا تعارف کرایا اور یہ فرمایا: میرے اس کیڑے کو لے جا کر میرے والد کے چہرے پر مس کر دو تاکہ ”ان کی گئی ہوئی بصارت واپس آجائے“ اس کے بعد قرآن کہتا ہے ”اس وقت جب بشارت دینے والے نے جناب یعقوب (ع) کے چہرے پر قمیص کو مس کیا پس بینائی واپس آگئی“ (۱۰)

یہ کلام پاک اس بات پر گواہ ہے کہ جناب یعقوب (ع) نے حضرت یوسف (ع) کے پیراہن سے تبرک و برکت اور شفاء حاصل کی یعنی جناب یوسف (ع) کی قمیص ان کے والد کی بینائی لوٹانے کا سبب ہوئی پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے دونوں نبیوں نے دائرہ توحید سے تجاوز کیا؟!

۲۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) خانہ کعبہ کے طواف کے وقت حجر اسود کو چومتے یا مس کرتے

تھے۔ بخاری اپنی صحیح میں کہتے ہیں : ایک شخص نے عبد اللہ بن عمر سے حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے بارے میں سوال کیا ؟ تو انہوں نے کہا: ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَسْتَلِمُهُ، وَ يُقَبِّلُهُ“ (۱۱) میں نے آنحضرت (ص) سے چھوتے اور چومتے دیکھا ہے۔ اگر اس پتھر کا چومنا یا اس کو مس کرنا شرک کا باعث ہوتا تو آنحضرت (ص) اس کام کو ہر گز انجام نہ دیتے !

۳۔ صحاح و مسانید اور خود تاریخی کتابوں کے درمیان کثرت یہ سے یہ حدیثیں موجود ہیں۔ کہ اصحاب پیغمبر (ص) تبرک کے لئے نبی اکرم (ص) سے متعلق بعض چیزوں کو جیسے آپ (ص) کے وضو کا پانی، لباس، پانی کے برتن وغیرہ کو اپنے پاس رکھتے، چومتے اور آنکھوں پر لگاتے تھے، لہذا اس کے غیر شرعی ہونے کے بارے میں معمولی شبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ یہ کام اصحاب کے درمیان رائج اور پسندیدہ تھا جیسا کہ ہم کثرت سے ایسی روایات دیکھتے ہیں جو اصحاب کی پسندیدگی کے اوپر دلالت کرتی ہیں۔ اور بطور مثال پیش خدمت ہیں :

(الف) بخاری اپنی صحیح میں طویل روایت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں: ”وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَانُوا يَقْتَلُونَ عَلَىٰ وَضُوئِهِ“ جب بھی حضرت (ص) وضو کرتے تھے تو نزدیک ہوتا تھا کہ مسلمان (وضو کا پانی لینے کے لئے) آپس میں جنگ کرنے لگیں گے۔ (۱۲)

(ب) ”إِنَّ النَّبِيَّ (صلى الله عليه و آله وسلم) كَانَ يُوتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرُكُ عَلَيْهِمْ“ نبی اکرم (ص) کے پاس بچوں کو لایا جاتا اور حضرت برکت کے لئے ان پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے تھے۔ (۱۳)

(ج) محمد طاہر مکی تحریر کرتے ہیں : ام ثابت کہتی ہیں : آنحضرت (ص) ہمارے گھر تشریف لائے اور کھڑے کھڑے لٹکی ہوئی مشک میں منہ لگا کر پانی پی لیا تو میں اٹھی اور مشک کا دہانہ کاٹ دیا۔

اس سے آگے اور کہتے ہیں : کہ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے : اور کہا ہے یہ حدیث صحیح و حسن ہے اور ریاض الصالحین میں شارح حدیث نے اس حدیث کی تشریح یوں بیان کی ہے : ام ثابت نے مشک کا دہانہ کاٹ کر (بطور تبرک) اپنے پاس رکھا اور اسے برکت حاصل کرتی تھیں۔ اسی طرح صحابہ کا طریقہ تھا کہ جہاں حضرت (ص) نے منہ لگا کر پانی پیا ہو وہ بھی تبرک کے لئے وہاں سے پانی پیتے تھے۔ (۱۴) (د) ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِذَا صَلَّى الْعَدَّةَ جَاءَ خَدْمُ الْمَدِينَةِ بِإِنْيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءَ فَمَا يُوتِي بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرُبَّمَا جَاؤُوهُ فِي الْعَدَّةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمَسُ يَدَهُ فِيهَا“ (۱۵)

۸ مزید آگاہی کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ (۱) صحیح بخاری، کتاب اشربة۔ ۲) موطأ مالک، ج/ ۱، ص/ ۱۳۸۔ (۳) اسد الغابۃ، ج/ ۵، ص/ ۹۰۔ (۴) مسند احمد، ج/ ۴، ص/ ۳۲۔ (۵) الاستیعاب، در حاشیۃ (الاصابۃ) ج/ ۳، ص/ ۶۳۱۔ (۶) فتح الباری، ج/ ۱، ص/ ۲۸۱، ۲۸۲۔ ”مدینہ کے خدام نماز صبح کے وقت پانی سے بھرے برتنوں کو لاتے حضرت (ص) ہر ایک برتن میں اپنے مبارک ہاتھ کو ڈال دیتے تھے یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں بھی وہ حضرت کے پاس برتن لاتے تھے اور حضرت (ع) اپنا ہاتھ ان میں ڈبوتے تھے“ ان تمام دلائل کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ کے آثار (انکی متعلقہ چیزوں وغیرہ) سے برکت حاصل کرنا اصحاب کی سیرت ہے پس جو لوگ شیعوں کو اس کام کے کرنے پر مشرک اور دو خدا کی عبادت کرنے کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک توحید اور شرک کی صحیح حلاجی نہیں ہوئی ہے۔

شرک اسے کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی خدا قرار دیدیں، یا خدا کے کام کو اس کی طرف اس طریقہ سے نسبت دیں کہ وہ اپنے اصل وجود میں مستقل ہے یا وہ کسی چیز کو وجود میں لانے والا ہے یا وہ خدا سے بے نیاز ہے۔

جب کہ شیعہ حضرات اولیاء اللہ کے آثار کو خدا کی مخلوق اور اس کی پیدا کی ہوئی چیز سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ چیزیں اپنے وجود اور اپنی پیدا نش میں خدا کی محتاج ہیں، شیعہ اہل بیت اطہار (ع) سے بے حد محبت اور مودت کی وجہ سے ان کے باقی ماندہ آثار و تبرکات کا احترام کرتے ہیں۔ اگر شیعہ، رسول (ص) اور آل رسول (ص) کے حرم اور ان کی ضریح کو چومتے اور چھوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود رسول (ص) اور ان کے اہل بیت (ع) سے محبت کرتے ہیں اور یہ ایک فطری مسئلہ ہے کہ انسان جس چیز کو پسند کرتا ہے اس سے متعلق چیزوں کو بھی خود بخود دوست رکھنے لگتا ہے۔

شاعر کہتا ہے :

امر علی الدیار دیار سلمیٰ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار  
وما حب الدیار شغفن قلبی ولكن حب من سكن الدیار

میری محبوبہ سلمیٰ کے محلہ سے گذرتا ہوں تو اس دیوار۔ اور اس دیوار کو چومتا ہوں خود وہ محلہ مجھے خوش نہینگرتا، بلکہ جو اس محلہ میں مقیم ہے اس کی محبت مجھے وجد و سرور میں لاتی ہے۔ اسی بنا پر سے خاک کربلا پر سجدہ کرنا، اسے تبرک کے لئے اپنے پاس رکھنا اور چومنا یہ سب اس لئے ہے کہ فرزند رسول خدا (ص) اور آپ کے انصار و اصحاب نے اس زمین پر (اسلام کے لئے) جام شہادت نوش فرمایا ہے۔

یہ لوگ اللہ کے نیک بندے اور محبوب خدا تھے۔ لہذا ان کے تذکرہ کو باقی رکھنا اس کا احترام و تکریم کرنا شعائر الہی اور قرآن کریم کو زندہ رکھنا اور ان کے احترام کے مترادف ہے۔ اور قرآن مجید شعائر اللہ کی عزت کرنے والوں کی یوں توصیف کرتا ہے: < وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ > (۱۶)

”اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا اس کے دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔“

تمت بالخیر

- (۱) الصواعق المحرقة، ص/ ۱۹۲ : ”...اذ دخل الحسين (ع) فاقتحم فوثب على رسول الله (ص) فجعل رسول الله (ص) يلثمه و يقبله، فقال له الملك: أتجبه؟ قال: نعم، قال: ان امتك ستقتله وان شئت اريك المكان الذي يقبل به فأراه فجاء بسهلة او تراب أحمر، فأخذته ام سلمة فجعلته في ثوبها. قال ثابت: كنا نقول انها كربلاء و اخرجه ايضا ابو حاتم في صحيحه وروى احمد نحوه وروى عبد بن حميد وابن احمد نحوه ايضا... وزاد الثاني ايضا انه (ص) شمها وقال: ريح كرب و بلاء“
- (۲) الصواعق المحرقة، ص/ ۱۹۳ - ”مر على ض بكر بلاء عند مسيره الى صفين وحاذى نينوى - قرية على الفرات - فوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقيل: كربلاء، فبكي حتى بل الارض من دموعه ثم قال: دخلت على رسول الله (ص) وهو يبكي فقلت: ما يبكيك؟ قال: كان عندى جبرئيل أنفأ وأخبرنى ان ولدى الحسين (ع) يقتل بشاطئى الفرات بموضع يقال له كربلاء ثم قبض جبرئيل قبضة من تراب شمنى اياه، فلم املك عيني أن فاضنا“
- (۳) الصواعق المحرقة، ص/ ۱۹۳ - ”... فقال جبرئيل: ستقتله امتك - فقال (ص): ابني؟ قال: نعم وان شئت اخبرتك الارض التي يقتل فيها فأشار جبرئيل بيده الى الطف بالعراق، فأخذ منها تربة حمراء فأراه اياها وقال: هذه من تربة مصرع“
- (۴) تعليقات احقاق الحق، ج/ ۱۱ ص/ ۳۴۷، بحواله معجم الكبير، و تهذيب التهذيب، وكفاية الطالب (كنجى شافعى) و مقتل الحسين (خوارزمى) و غير هـ -
- (۵) وسائل الشيعه، ج/ ۳ ص/ ۶۰۸ - ”كان لابي عبد الله - جعفر بن محمد (ع) - خريطه من ديباج صفراء فيها من تربة ابي عبد الله (ع) فكان اذا حضرته الصلة صبَّه على سجاده و سجد عليه“
- (۶) وسائل الشيعه، ج/ ۳ ص/ ۶۰۸ - ”كان الصادق عليه السلام لا يسجد الا على تربة الحسين“ تذللأ لله و استكانة له“
- (۷) عوالم العلوم ج/ ۱۷ ص/ ۱۷۹، بحار الأنوار ج/ ۴۴ ص/ ۳۲۹ - ”انى ما خرجت اشراً و لا بطراً و لا مفسداً و لا ظالماً و انما خرجت لطلب الاصلاح فى امة جدى اريد ان امر بالمعروف و انهى عن المنكر و اسير بسيرة جدى و ابنى على ابن ابي طالب (ع)“
- (۸) سيرتنا و سنتنا ص ۱۴۱ - ”ليس اجدر بالتقرب الى الله و اقرب بالزلفى لديه و انسب بالخضوع و العبودية له تعالى امام حضرته وضع صفح الوجه و الجباه على تربة فى طيهادروس الدفاع عن الله و مظاهر قدسه و مجلى التحامى عن ناموسه ناموس الاسلام المقدس“”ليس اليق باسرار السجدة على الارض السجود على تربة فيها سر المنعة و العظمة و الكبرياء و الجلال لله جل و على و رموز العبودية و التصاغر دون الله باجلى مظاهرها و سماتها“”ليس احق بالسجود تربة فيها بينات التوحيد و التفانى دونه؟ تدعوا الى رقة القلب و رحمة الضمير و الشفقة و التعطف“
- (۹) الارض و التربة الحسينية: ”و لعل السر فى الزام الشيعة الامامية (استحبابا) بالسجود على التربة الحسينية-مضافا الى ماورد فى فضلها و مضافاً انها اسلم من حيث النظافة و النزاهة من السجود على سائر الاراضى و ما يطرح عليها من الفرش و البوارى و الحصر الملوثة و المملوثة غالباً من الغبار و الميكروبات الكامنة فيها مضافاً الى كل ذلك فلعله من جهة الاغراض العالية و المقاصد السامية ان يتذكر المصلى حين يضع جبهته على تلك التربة تضحية ذلك الامام نفسه و آل بيته و الصفوة من اصحابه فى سبيل العقيدة و المبدأ و تحطيم الجور و الفساد و الظلم و الاستبداد“

(۱۰) سورة يوسف آية ۹۳ و ۹۶ -

(۱۱) صحيح بخارى، جزء ۲، كتاب الحج، باب تقبيل الحجر، ص/ ۱۵۱ - ۱۵۲ ط مصر -

(۱۲) صحيح بخارى، ج/ ۳، باب ما يجوز من الشروط فى الاسلام، باب الشروط فى الجهاد و المصالحة، ص/ ۱۹۵ -

- (١٣) الاصابة ، ج/ ١ ، خطبة كتاب ، ص/ ٧ ط مصر -  
(١٤) تبرك الصحابة ، (محمد طاير مكى ) فصل اول ، ص/ ٢٩ ، ترجمه انصارى -  
(١٥) صحيح مسلم ، جزء ٧ ، كتاب الفضائل ، باب قرب النبى عليه السلام من الناس و تبركهم به ، ص/ ٧٩ -  
(١٦) سورة حج ، آية ٣٢ -